REGD. NO. P. 67 PHONE NO. 35

3rd, EHSAN 1349

3rd, JUNE 1970

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فضائلِ قرآن مجید

رشحاتِ قلم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا — بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں — نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — اگر لؤلؤئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو — وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی — سخن میں اسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز — تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا — زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ

کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قرآن مجید نمبر
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۲۰ شمارہ ۲۲
۹ر ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ | ۳ر احسان ۱۳۵۰ ہش | ۳ر جون ۱۹۷۱ء

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

(المسیح الموعودؑ)

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے احبابِ جماعت کو ایک اعلان کے ذریعہ اس بات کی تحریک کی گئی ہے کہ مورخہ ۵ر جون (احسان) تا ۱۲ر جون ہر جماعت میں ہفتہ قرآن منایا جائے اس کے لئے چھ عنوانات بھی مقرر کئے گئے ہیں اور احباب سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ اس ہفتہ میں ہر روز کسی مرکزی جگہ میں احباب جمع ہوں اور ایک ایک عنوان پر ہر روز مقامی احباب میں سے کوئی ذی علم دوست دس پندرہ منٹ کے لئے تقریر کریں۔ اور اس طرح پورا ہفتہ اس مبارک کام میں پورا کریں اور سبھی افرادِ جماعت چھوٹے سے لے کر بڑے تک اور عورتوں اور مردوں سبھی کو اس بابرکت مجلس میں شامل ہونے اور استفادہ کرنے کی تلقین کریں۔ تا ہر احمدی قرآنی برکات سے براہِ راست متمتع ہو۔ اور اسے ذاتی طور پر قرآن کریم سے محبت اور اُنس پیدا ہو۔ اور پھر ہر شخص اپنی عملی زندگی میں قرآن کریم کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

عنوان میں مندرج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر میں یہ جو بتایا گیا ہے کہ "جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا" اِسی طرح حضورؑ نے اپنی مشہور و معروف کتاب کشتی نوح میں احبابِ جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی"

تو یہ سب کچھ مبالغہ نہیں بلکہ سراسر حقیقت پر مبنی ہے جس پر صدہا قسم کے اندرونی اور بیرونی شواہد موجود ہیں۔ خود قرآن کریم نے اس قسم کا دعویٰ بھی کیا ہے جیسے فرمایا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام آیت ۳۹)۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی یعنی سب قسم کی تعلیمات دے دی ہیں۔ اِسی طرح فرمایا فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ یعنی قرآن مجید کے پاکیزہ صحیفوں میں قائم رہنے والے جامع احکام موجود ہیں۔

انسان کے لئے اِس دنیا میں کیا کچھ ضروری ہے؟ کس سے ممکن ہے کہ اس کی مکمل فہرست تیار کرے۔ لیکن قرآن مجید چونکہ ایک روحانی کتاب ہے، انسان کی روحانی زندگی کے لئے تمام ضروری باتوں کا ذکر بڑی جامعیت کے ساتھ اس میں آگیا ہے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ اور دونوں کا باہمی نہایت درجہ قریبی تعلق ہے اور ایک کا دوسرے سے متأثر ہونا لازمی امر ہے۔ اِس لئے قرآن کریم نے انسان کی روحانی زندگی کے ساتھ ساتھ ایک حد تک اس کی جسمانی زندگی کے بارہ میں بھی پُرحکمت اصولی تعلیمات دی ہیں۔

★—— انسان اس دُنیا میں خود بخود نہیں آیا بلکہ وہ لایا گیا ہے۔ اس کو معرضِ وجود میں لانے کے بارہ میں سیر حاصل تفصیل قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔

★—— انسان کی اِس دنیا میں آنے کی کیا غرض ہے۔ وہ کس طرح بطریقِ احسن پوری ہوسکتی ہے۔ اس پر بھی قرآنِ کریم میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان موجود ہے۔

★—— انسان اِس دنیا میں اکیلا آیا لیکن اس دنیا میں لائے جانے کا ظاہری موجب اس کے والدین بنے تھے اسلئے انسان کا اپنے والدین کے بارہ میں کیا کچھ فرض ہے۔ والدین کے کیا حقوق اولاد

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم احسان (۱جون)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ:-

۲۵ر ہجرت۔ حضور اقدس کو ابھی تک دورانِ سر کی تکلیف ہوجاتی ہے ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

۲۶ر ہجرت۔ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ احباب حضور انور کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان یکم احسان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدللہ

قادیان —— ۳۰ر ہجرت بروز اتوار مسجد اقصیٰ میں زیرِ صدارت حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ جس میں مقامی علماء نے خلافت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور احبابِ جماعت نے ذوق و شوق سے جلسہ میں شرکت کی۔

——×——

پر واجب ہیں۔ ان کی بجا آوری کیسے ممکن ہے۔ ان کا کیا فلسفہ ہے یہ سب قرآن کریم کے مطالعہ اور اس پر گہرے تدبّر سے معلوم ہوجاتا ہے۔

★—— ماں باپ کے بعد سب سے پہلا واسطہ تو زائیدہ بچے کو بہن بھائیوں سے پڑتا ہے جو اُسی کنبہ کے فرد ہیں۔ بڑا ہوکر ان کے ساتھ کیسے تعلقات رکھے۔ اس کے کیا قوانین ہیں۔ کیا ضابطۂ حیات ہے؟ وہ کونسی حدود ہیں جن کی پابندی سے سارا کنبہ خوش و خرّم رہ سکتا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم سے نہایت تسلی بخش طریق سے معلوم ہوجاتا ہے۔

★—— انسان اپنے ہی کنبہ میں رہ کر دنیاوی دھندے پورے نہیں کرسکتا۔ اپنے گھر کی چار دیواری کے باہر بھی ایک وسیع دنیا بس رہی ہے۔ اسے ان سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ اس کی ہمسائیگی کا دائرہ گھر کے دروازہ سے لے کر اپنے محلہ، گاؤں، قصبہ، شہر، صُوبہ اور ملک بلکہ ساری دنیا تک پھیل جاتا ہے۔ جس قدر اس کی ضروریات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اس کے مطابق اس کی ذمّہ داری اور حقوق کی بجا آوری اس پر عائد ہوتی ہیں۔ ان سب کا حق ہمسائیگی کسطرح ادا کرے اسکے لئے قرآن مجید کا مطالعہ ضروری ہے۔

★—— کلاس فیلو ہے یا کسی کارخانہ میں ایک ساتھ کام کرنے والا محنت کش جسے قرآنِ پاک نے صاحب بالجنب کے الفاظ سے یاد کیا ہے ان سب کے ساتھ حسنِ سلوک و حسنِ سیرت کا برتاؤ کرنے کا کیا ضابطہ ہے اس کی جامع تفصیل قرآن کریم سے معلوم ہوسکتی ہے۔

★—— ملکی معاملات میں معاہدات کی پابندی۔ لین دین میں صاف معاملگی کے کیا اصول ہیں۔ ان کی پابندی سے انسان کس طرح معاشرہ کا مفید اور نفع رساں فرد بن سکتا ہے یہ ساری باتیں قرآنِ مجید میں بیان ہوئی ہیں ——— !!

یہ تو ہوئے انسان کی تمدّنی زندگی کے چند نمایاں پہلو ——— !! اس کے ساتھ ساتھ انسان کی معاشرتی زندگی پر بھی اسی طرح جامع روشنی ڈالی گئی ہے۔

★—— جوان ہونے پر انسان کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے لئے حکیمانہ تعلیمات قرآن میں ہیں۔ خاوند کے لئے اس کے دائرہ کار اور بیوی کے لئے اس کے دائرہ عمل کی تفصیل بیان کی ہے۔ اور ہر ایک کے حقوق و فرائض پر اس طرح جامع روشنی ڈالی کہ ان سب ہدایات پر کاربند رہنے سے ہر مسلم گھرانہ جنّت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ دنیا نے اپنے تجربات میں دیکھ لیا کہ کسی بھی پہلو سے ان حدود کو توڑنے سے وہی قہقہہ زار گھرانہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے۔

★—— قرآن کریم نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ نہایت ہی پیارے انداز میں واضح کیا کہ بیوی کا دائرہ گھریلو معاملات سے مختص ہے۔ خاوند پر گھر سے باہر کی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسے سب معاملات میں قوّام اور نگران بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ازدواجی زندگی میں مرد اور عورت کے الگ الگ فرائض کی تفصیل کے ذکر میں ایک جگہ فرمایا:-

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ (سورۃ النساء آیت ۳۵)

مرد عورتوں پر اُس فضیلت کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو دوسروں پر دی ہے۔ (مثلاً خلقی فضیلت) اور اس سبب سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے عورتوں پر خرچ کرتے ہیں، نگران قرار دئیے گئے ہیں۔ اس لئے مردوں کے مقابل پر نیک عورتیں، فرمانبردار اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اپنے ناموس کی محافظ ہوتی ہیں۔ کیونکہ خاوندوں کی وجہ سے خدا ہی کی قدرت نے ان کی حفاظت کے حکیمانہ انتظام کرا دئیے ہیں۔

★—— پھر ازدواجی زندگی میں بدمزگی پیدا ہوجانے پر بھی کسی فریق کے حقوق کو پامال نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ایک محکم ضابطہ کے تحت سب کے لئے قوانین مقرّر کر دئیے۔ پہلے تو کوشش اس بات پر صرف کی گئی کہ آباد گھر اُجڑے نہیں لیکن ہر چند سعی اور کوشش کے باوجود مصالحت نہ ہوسکے تو ایک ضابطہ کے تحت میاں بیوی کے جُدا ہونے کی جامع تعلیم دی گئی ہے۔

★—— انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو خدا اور بندے کا باہمی تعلق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بندہ ناچیز اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرے۔ اور اس دنیا میں آنے کی اصل غرض کو جو خدا کا محبوب اور پسندیدہ وجود بن جانا، اُسی کی منشاء کے مطابق زندگی گذارنا ہے، یہ اہم غرض پوری ہو۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

ملفوظات

خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کیلئے قائم کیا ہے تا

عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دُنیا پر ظاہر ہو

قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو، مگر نہ صرف ایک قصہ سمجھ کر بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر!

ارشادات عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

"پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے. جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے. مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے. کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ. وہ میزان، مہیمن، نُور اور شفاء اور رحمت ہے. جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اُسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے. ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نُور، حکمت اور معرفت ہے، دکھانا چاہتے ہیں. اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں. ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے. خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں. غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلّق رکھتے ہیں. نصیحت کرتا ہوں کہ خُدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو **کشفِ حقائق** کے لئے قائم کیا ہے. کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نُور پیدا نہیں ہو سکتا اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خُوبی دُنیا پر ظاہر ہو. جیسا کہ خُدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے. اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نِرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر."

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام (روحانی خزائن) جلد سوم ص ۱۵۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

از مکرم بشیر احمد خانصاحب رفیق بی۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

باوجود ناسازیٔ طبع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دینی مصروفیات میں کوئی کمی نہیں آتی دفتری ڈاک۔ فیصلہ جات۔ ڈاک بیرون جات و اندرون پاکستان۔ ملاقاتیں۔ اسی طرح جاری رہتی ہیں۔ جیسے عام صحت کے دنوں میں۔ دفتری مصروفیات کا بھی اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مورخہ ۲۳؍اپریل تا ۳۰؍اپریل ۱۹۷۱ء یعنی سات دن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳۳۶ خطوط ملاحظہ فرمائے اور ان کے جواب دیئے۔ ۱۰۹ چٹھیاں ادارہ جات صدر انجمن تحریک جدید، خدام الاحمدیہ انصار اللہ وغیرہ سے آئیں۔ جن پر حضور نے فیصلے صادر فرمائے۔

۵۱۴ خطوط حضور کے ارشادات پر مشتمل بھجوائے گئے۔ ۲۹۰ خطوط حضور کے دستخطوں سے بھجوائے گئے۔ ۳۳ تین قضاء کی پیش ہوئیں حضور نے ان پر فیصلے دیئے۔ اگرچہ عام ملاقاتیں ابھی جاری نہیں ہوئی۔ بعض ایسے احباب کو جو بیرون ملک سے آئے یا جانیوالے تھے۔ اور بعض ایسے احباب کو جو ابھی جماعت میں شامل نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے شرف باریابی بھی بخشا۔ ان کے علاوہ حضور انور نے تین نکاحوں کا بھی اعلان فرمایا۔ ایک دوست کا جنازہ پڑھایا

۲۳؍ماہ شہادت (اپریل) ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ء کو لائل پور کے چند غیر از جماعت معززین حضور ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے باوجود ناسازیٔ طبع ازراہِ شفقت ان کو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک شرفِ ملاقات سے نوازا۔ اس موقعہ پر جو ایمان افروز گفتگو ہوتی رہی اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سب کچھ اذنِ الٰہی سے ہوتا ہے

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا (الانعام ۶۰) معلوم ہوا کہ اس کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں گر سکتا۔ ہر گرنے والے پتے کو حکم الٰہی دیا جاتا ہے اس قرآنی ہدایت کا خود مشاہدہ کرنے کے لئے میں نے ایک پروگرام بنایا۔ اور وہ اس طرح کہ میں نے اپنے باغ میں ایک پیپل کا درخت منتخب کیا جس کے پاس میں روزانہ صبح سویرے بیٹھ جاتا تھا۔ میں نے یہ عجیب بات مشاہدہ کی کہ بعض ایسے پتے جو زرد ہو چکے اور ازروئے قانونِ قدرت کے مطابق بظاہر ان کو زیادہ سے زیادہ اگلی صبح تک جھڑ جانا چاہیئے تھا۔ بعض اوقات وہ تو اسی طرح درخت کے ساتھ لگے ہوتے تھے اور ان کی جگہ بعض بظاہر بالکل تندرست اور سرسبز پتے گرے ہوئے ہوتے تھے۔ اب اگر تو ظاہری قانونِ قدرت کا معاملہ ہوتا تو زرد پتے پہلے گرتے اور سبز پتے زرد ہو جانے کے بعد۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم سبز پتے کو پہلے آگیا اور وہ اس کی تعمیل میں زرد پتے سے قبل ہی گر گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ کا حکم باوجود اس کے بنائے ہوئے قانون کے بھی ہر پتے کو آتا ہے اور یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ قانون بنا کر پھر الگ ہو گیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ قانون بنانا بھی وہ خود ہے اور پھر اس قانون کو چلانا بھی وہ اپنے حکم سے ہے۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ بار بار یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بارش اور ژالہ باری کے نتیجہ میں جو کھیتوں پر ایک ہی رنگ میں آتے ہیں بعض کھیت تو تباہ ہو جاتے ہیں اور بعض بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ اب عام قانونِ قدرت تو دونوں پر ایک جیسا ہی وار دہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے قانون کے بُرے اثر کو بھی چند کھیتوں کے لئے کالعدم قرار دے دیا اور وہ نقصان سے محفوظ رہ گئے۔ گویا قانونِ قدرت بھی جاری رہا۔ اور اس کے اُوپر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی قائم رہا۔

پس جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوتا ہے ہماری دعاؤں کی توفیق پانا پھر ان کا قبول ہو جانا بھی اذنِ خداوندی کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ ہی سے دوستی اور تعلق مضبوط کرنا چاہیئے اور اسی سے ہر بات میں مدد طلب کرنی چاہیئے۔

انسان کو ہر حال میں راضی برضا رہنا چاہیئے

فرمایا ایک مرتبہ عین گندم کی کٹائی کے دنوں میں بارش اور اولے پڑے قریباً ستر فیصدی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ میری بھی کافی گندم اس کی زد میں آئی۔ شام کو میرا کارندہ جب فصل کی رپورٹ لے کر آیا تو وہ زار و قطار رو رہا تھا کہ ستر فی صدی فصل تباہ ہو گئی ہے۔ میں نے بڑے جوش کے ساتھ اس کو کہا کہ فوراً واپس جاؤ اور جو تیس فی صدی گندم بچ گئی ہے وہاں اللہ اکبر کے نعرے لگاؤ اور الحمد للہ کا ورد کرو۔ تمہیں ستر فی صدی کا غم ہے اور میرا دل اس بات کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہے کہ اس نے اپنے فضل سے تیس فیصد فصل برباد ہونے سے بچا لی۔ انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ اگر انسان کا نقطۂ نظر یہ ہو جائے کہ وہ ہر حال میں راضی برضا رہے گا تو نقصان اور غم کا پہلو بھی خوشی میں بدل جاتا ہے۔

سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی وسیع پیمانہ پر جنگی ضرورتوں کے لئے گھوڑوں کو استعمال فرمایا

فرمایا، عرب گھوڑوں کی دُنیا بھر میں شہرت ہے اور ویسے بھی تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عربی گھوڑوں کی نسل دُنیا کی بہترین نسل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اس کو یہ معلوم تھا کہ آئندہ زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے کام لینا تھا۔ اس لئے محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے عربی گھوڑوں میں تیز رفتاری وفاداری خوبصورتی اور ذہانت وغیرہ کی خوبیاں پیدا کر دی تھیں۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی پہلی مرتبہ وسیع پیمانہ پر گھوڑوں سے جنگوں میں کام لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب گھوڑوں سے وہ کام نہیں لیتے تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد میں حضور کے خلفاء لیتے رہے۔ گھوڑوں کے ذریعہ ڈاک کی ترسیل کا کام بھی پہلی مرتبہ منظم طور پر مسلمان خلفاء نے ہی جاری کیا تھا۔

ایٹمی جنگ کے بعد گھوڑوں کی ضرورت پڑے گی

فرمایا مجھے تو فکر ہے کہ جنگ اور ایٹمی لڑائی کے نتیجہ میں سب اسباب رسل و رسائل کے برباد ہو جائیں گے۔ اس لئے ابھی سے ہمیں گھوڑوں میں دلچسپی لینی چاہیئے تا بوقتِ ضرورت سواری کا سامان میسر ہو۔

فرمایا میری سکیم یہ ہے کہ جماعت میں کم از کم دس ہزار گھوڑے Pak Arab نسل کے ہوں گے۔ اس سکیم کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے چند سال لگیں گے لیکن Pak Arab گھوڑوں کی نسل افزائش کا آغاز ہو چکا ہے۔

تنخواہوں کو بڑھانے کی یہودی تحریک

فرمایا۔ یہودیوں نے ایک سکیم کے ماتحت دُنیا بھر میں یہ رَو چلا دی ہے کہ وقفہ وقفہ کے بعد لوگ تنخواہوں کو بڑھانے کے لئے تحریکیں جاری کریں اور پھر جب مثلاً دس فی صد تنخواہ بڑھ جائے تو ساتھ ہی ملک میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں پندرہ بیس فیصد اضافہ کر دیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں ملک میں مستقلاً بدامنی اور بے اطمینانی کی فضاء قائم رہتی ہے اور یہی ان کا مقصد ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سکیم

فرمایا۔ میں نے ایک نئی سکیم تجربۃً شروع کی ہے کہ ..... تنخواہوں میں چند فیصد اضافہ کے تنخواہ کے علاوہ ہر فرد ریاست زندگی کا کچھ حصہ دے دیا جایا کرے۔ مثلاً میں ۲۰۰ روپے تک تنخواہ پانے والوں کو افرادِ خاندان کی نسبت سے کچھ گندم ارزاں نرخ پر اور کچھ مفت دلا دیتا ہوں گویا ان لوگوں کے پاس علاوہ تنخواہ کے سال بھر کے لئے گندم آ جاتی ہے اور ان کو یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ وہ یا ان کے بچے سال بھر بھوکے نہیں سوئیں گے۔ تنخواہیں بڑھانے سے ضروری نہیں کہ سب کو کھانے کو ملے بعض اوقات نقد رقم کی موجودگی غریب خاندانوں میں بعض غیر ضروری اخراجات کو جنم دیتی ہے جبکہ سب سے اہم مسئلہ غذا کی کفایت کا ہے۔

توبہ و استغفار کی تشریح

ایک موقعہ پر کسی شخص کے بارہ میں جس نے عہدِ وقف توڑ کر دنیاوی نوکری اختیار کر لی تھی اور اب معافی کا خواستگار تھا۔ فرمایا یہ لوگ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ واتوب الیہ کے معانی کو نہیں سمجھتے۔ سزا کی معافی مانگنا تو ایک حصہ ہے یعنی یہ استغفار والا حصہ تو پورا کر دیتا ہے لیکن توبہ والا پہلو بھی ساتھ ہی ہونا چاہیئے۔ اگر ..... اگر یہ شخص معافی کے ساتھ ساتھ غلط فعل سے بھی تائب ہوتا اور دنیاوی نوکری چھوڑ کر پھر

معانی کا طلبگار ہوتا تو اس کی درخواست پر غور ہو سکتا تھا لیکن صرف استغفار کرنا اور توبہ کی شرائط پوری نہ کرنا معافی کے معنوں کو نہ سمجھنا ہے۔ معافی کے لئے دونوں شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے یعنی استغفار اور توبہ

صحت

چند دنوں سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت بہتر ہے۔ چنانچہ حضور انور شام کو کار میں چند میل سیر کے لئے بھی تشریف لے جاتے رہے۔ ابھی پٹھوں میں کھچاؤ باقی ہے اور جس کی وجہ سے جھکنے اور التحیات کی پوزیشن میں بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے احباب اپنے پیارے امام کی کامل شفایابی صحت و تندرستی اور لمبی کام والی زندگی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

مومن کے سب دن برکت کے ہوتے ہیں

ایک دوست نے باہر جانے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ کل چونکہ منگل ہے اور یہ دن اچھا نہیں ہے اس لئے پرسوں سفر پر جانا ہوگا۔

حضور نے فرمایا۔ تمام دن اللہ تعالےٰ کی تخلیق ہیں اور اس لحاظ سے ہر دن ہی مومن کے لئے بابرکت ہوتا ہے۔ یہ خیال کہ کوئی ایک دن ہفتہ میں سے اچھا نہیں بالکل غلط ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

(مسلم بحوالہ کنوز الحقائق)

یعنی زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ خدا تعالےٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور اللہ کی پیدا کردہ ہر چیز میں مومن کے لئے برکات ہوتی ہیں

ایک خاص فن اور اس کی اہمیت

ایک موقع پر جب کہ چند ایسے دوست ملنے کے لئے آئے تھے جو ابھی جماعت میں شامل نہیں ہیں فرمایا Intelligence کا فن پہلی مرتبہ منظم طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رائج فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء نے اس کو بہت ترقی دی اور اسی Intelligence کے نتیجہ میں معمولی تعداد کے باوجود بڑی بڑی افواج کو شکست دی۔

حضور نے حضرت خالدؓ بن ولید کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک محاصرہ کے وقت اُن کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ یہ اطلاع ملی کہ اس رات قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک تقریب منعقد کی ہے۔ جس میں فوج کے تمام افسران مدعو ہیں چنانچہ حضرت خالدؓ بن ولید نے اس اطلاع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کو جب کہ دشمن کی فوج کے افسران اور اکثر سپاہی شراب کے نشہ میں دھت تھے مٹھی بھر مسلمانوں کے ساتھ حملہ کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ پس مسلمان ممالک کو بھی اس شعبہ کو نہایت درجہ ترقی دینی چاہئے اس شعبہ کو اگر منظم کیا جائے اور اللہ تعالےٰ کی نصرت شامل حال ہو تو تھوڑی فوج بھی بڑی فوج پر آسانی سے غالب آسکتی ہے۔

درخت کٹوانے کی ممانعت

ایک دوست نے کسی سرمایہ دار کا ذکر کیا کہ اس نے اپنے مکان کے تمام درخت کٹوا دیئے ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔ قومی اور تعمیری ضروریات کے علاوہ درختوں کو کاٹنے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگی مہم روانہ فرمایا کرتے تھے تو ایک ہدایت یہ بھی فرماتے تھے کہ درختوں کو نہ کاٹیں اور یہ کہ جس علاقہ پر بھی قابض ہو جائیں وہاں درختوں کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ چنانچہ بخاری کی حدیث ہے کہ لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا۔

بنو نضیر کی جنگ کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو درخت کاٹے گئے تھے۔ قرآن کریم نے ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔

(الحشر آیت ۶)

ترجمہ:۔ تم نے کوئی جو کھجور کے درخت کی نہیں کاٹی یا اس کو اپنی جڑوں پر کھڑا نہیں چھوڑا مگر یہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھا اور اس لئے تھا کہ نافرمانوں کو رسوا کیا جائے۔

فرمایا۔ کل درخت جو حضورؐ کے حکم سے کاٹے گئے یا جلائے گئے تھے وہ تعداد میں نو تھے۔ صرف نو درختوں کے کاٹے جانے پر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ درحقیقت یہ میری اجازت سے کاٹے گئے اور ایک رنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کے کٹوانے کے حکم کی صفائی پیش کر دی۔ پس درختوں کو ہرگز بلا ضرورت نہیں کاٹنا چاہئیے خواہ سایہ دار درخت ہوں یا پھلدار یا محض خوشنما لگنے والے۔ درخت تو ملی معیشت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک برکت

فرمایا۔ گھوڑوں کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(بخاری کتاب الجہاد)

یعنی گھوڑے کی پیشانی میں تمہارے لئے قیامت تک برکت رہے گی۔ اور عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ کہہ کر اونٹوں کے بارہ میں تو یہ پیشگوئی کر دی کہ یہ ایک زمانہ میں بیکار کر دیئے جائیں گے لیکن گھوڑوں کے بارہ میں ایسا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ پس مسلمانوں کو فن شہسواری اور گھوڑوں کے پالنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے اس میں ان کے لئے برکت کے سامان رکھے ہیں۔

فرمایا۔ میرا ارادہ ہے کہ ربوہ میں بھی اور باہر جماعتوں میں بھی ایسے کلب جاری کراؤں جہاں گھوڑوں کی نگہداشت اور سواری وغیرہ کی تربیت دی جایا کرے۔ ناصرات کے لئے بھی ایسے کلب ہوں گے۔ ان کے نام حضرت خولہؓ کی مناسبت سے "خولہ کلب" ہوں گے۔ حضرت خولہؓ نہایت اعلیٰ درجہ کی شہسوار تھیں۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ گھوڑوں میں تمہارے لئے اللہ تعالےٰ نے قیامت تک برکت کے سامان رکھے ہیں بعض صحابہؓ نے اٹھارہ اٹھارہ گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ اور گھڑسواری کے فن میں بہت ترقی ہو گئی تھی۔ فرمایا۔ مسلمانوں کے لئے برکت اسی میں ہوگی کہ وہ دوبارہ گھوڑوں کے پالنے کی طرف توجہ دیں۔

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے شکر رب عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا

وہ رہ جو ذاتِ عزّ وجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اس نے ہر اک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی سب وہ دور ہو گئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اٹھ گئی

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

موجوں سے اس کی پڑے وساوس کے بند ٹوٹ گئے
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے لٹ گئے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

عبادات کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

قرآن مجید کا آغاز ب سے اور اختتام س پر ہوتا ہے جس کا مرکب لفظ "بس" بنتا ہے اس عجیب اور پُرحکمت بات سے بعض عارفوں نے یہ لطیف نکتہ نکالا ہے کہ قرآن مجید اول سے آخر تک عبودیت، الوہیت کے تعلق کی بیشمار اور غیر محدود نہروں کی تفصیلات سے لبریز ہے اور اس کا بنیادی اور حقیقی موضوع صرف یہ ہے کہ "اللہ" جو ہمارا مولیٰ ہے دنیا و عقبیٰ میں ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے ہمارے لئے بس ہے، وہی ہمارا مقصود، وہی مطلوب اور وہی ہمارا معبود ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

کلام اللہ نے جو وسیع نظام عبادت ہمیں عطا فرمایا ہے اس کا نقطۂ مرکزیہ یہ ہے کہ سب بنی نوع انسان ازل سے ابد تک صرف ایک ہی مقصد کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ ہے خدا کا عبد بننا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

(الذاریات ع۳)

یعنی میں نے جن و انس کو محض اپنی پرستش اور عبادت کیلئے اپنے دستِ قدرت سے تخلیق کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ سے ظاہر ہے کہ انسان صرف عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جس قدر چیز اُسے درکار ہے اگر اس سے زیادہ لیتا ہے تو گو وہ شے حلال ہی ہو مگر فضول ہونے کی وجہ سے اسکے لئے حرام ہو جاتی ہے جو انسان رات دن نفسانی لذات میں مصروف ہے وہ عبادت کا کیا حق ادا کر سکتا ہے، مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک تلخ زندگی بسر کرے"

(ملفوظات جلد ۷ ص ۶۷)

؎ تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

قرآن مجید کے اس تصورِ عبادت سے یہ حقیقت بھی نیر النہار کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے کہ اگر انسان اپنے مقصدِ حیات کی منزل پر رواں دواں ہو جائے تو اس کی پوری زندگی مجسم عبادت اور سرتا پا پرستش بن سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش ہر قول و فعل حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی کا موقع ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۶ ص ۳۵۲)

نیز فرماتے ہیں:۔

"معاش اگر نیک نیت کے ساتھ حاصل کی جائے تو عبادت ہی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۷ ص ۲۳۷)

مگر ظاہر ہے کہ انسان خدا کی دی ہوئی توفیق سے خواہ کتنا پاک باطن اور نیک نیت ہو جائے وہ اپنے مولا تک پہنچنے کیلئے جذب و سلوک کی کوئی ایک راہ بھی از خود متعین نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمارے رب کریم و جلیل نے اپنے عاجز بندوں پر نظرِ کرم کرتے ہوئے خود ہی سید الکائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن جیسی بین الاقوامی اور کامل اور مکمل شریعت بخشی اور اس میں انفرادی اور اجتماعی، مالی اور بدنی، ذکری اور فکری، سری اور جہری، علمی اور عملی طریق پر مشتمل چھ عبادتوں پر خاص طور پر زور دیا۔

۱۔ نماز۔ ۲۔ نماز کے علاوہ ذکر الٰہی۔ ۳۔ روزہ۔ ۴۔ حج۔ ۵۔ زکوٰۃ۔ ۶۔ قربانی اگرچہ یہ سب عبادتیں ضروری ہیں اور فرقان مجید نے ان کی اہمیت اور ضرورت اور ان کے تفصیلی احکام پر بھی زبردست روشنی ڈالی ہے کہ زبان پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے کہ ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک سب سے افضل عبادت پنجوقتہ نمازوں کا خاص التزام و اہتمام سے ادا کرنا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی تعلیمات بکثرت موجود ہیں۔

چنانچہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

نماز قائم کرو۔ یعنی سنوار کر ادا کرو اور با جماعت ادا کرو اور مشرکوں میں شامل نہ ہو

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (نساء) نماز مومنوں پر یقیناً موقت فرض ہے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ (مومنون ع۱)

مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ۔ (   )

متقیوں کی یہ بھاری علامت ہے کہ وہ اپنی نمازوں پر دوام اختیار کرتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون ع۱)

خدا کے مومن بندے اپنی نمازوں میں نہایت خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں۔

نماز کے وقت اہل جذب و سلوک پر کیا کیا کیفیات طاری ہوتی ہیں؟ اس پر بھی قرآن مجید نے سورۃ انفال، سورۃ زمر اور سورۃ مریم میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مومن کا دل جب خشیتِ الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے بال خدا کے خوف سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ روتے ہوئے گر جاتا اور اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیتا ہے ؎

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اعجاز المسیح میں فرماتے ہیں:۔

"سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان التزام کے ساتھ پانچوں نمازیں ان کے اول وقت پر ادا کرنے اور فرض سنتوں کی ادائیگی پر مداومت رکھتا ہو۔ اور حضور پر طلب ذوق شوق اور عبادت کی برکات کے حصول میں پوری طرح کوشاں رہے کیونکہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو بدرگاہِ عالم تک پہنچاتی ہے..... اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک و شبہ سے نجات حاصل کر لی پس تو دیکھے گا کہ اس کے دن روشن ہیں اس کی باتیں موتیوں کے مانند ہیں اور اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے اس کا مقام صدر نشینی ہے جو نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اس مملوک بندہ کو مالک بنا دیتا ہے"

(ترجمہ بحوالہ تفسیر سورۃ فاتحہ ص ۲۰۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو یہ وہ مقام ہے جہاں صوفیوں کے سلوک کا خاتمہ ہے جب سالک یہاں پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اس کا دل عرشِ الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر نزول فرماتا ہے۔ سلوک کی تمام منزلیں یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں کہ انسان کی حالتِ تعبد درست ہو جس میں روحانی باغ لگ جاتے ہیں اور آئینہ کی طرح خدا نظر آتا ہے .... غرض حالتِ تعبد کی درستی کا نام عبادت ہے"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۹ بحوالہ تفسیر سورۃ البقرہ ص ۸۹)

یہ ہے پنجوقتہ نمازوں کی اصل روح جس کو نظر انداز کر دینے والوں کی نسبت قرآن عظیم نے یہ وعید فرمائی تھی فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ۔ (ماعون) یعنی خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا ان لوگوں پر جو عبادت تو کرتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت سے غافل ہیں یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جس کا ظہور آخری زمانہ میں مقدر تھا اور اس کی خبر ہمارے آقا و مولیٰ پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دی تھی کہ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی (مشکوٰۃ شریف) کہ آخری زمانہ میں عام مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت و رشد سے سراسر خالی ہوں گی یعنی ان میں سے مقربانِ بارگاہ الٰہی پیدا نہ ہوں گے جو تعلق عبودیت کا لازمی اور طبعی نتیجہ ہیں ان کے ساتھ خدا کا وہ سلوک نہ ہوگا جو اس کے عبادت گذار بندوں [illegible] کے ساتھ مخصوص ہے ان کے چہروں اور عادات پر اخلاق و شمائل کے وہ پاکیزہ انوار و برکات نہ ہوں گے جو سجدہ و اطاعت کے بعد آسمان سے مومن کے قلب پر نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں اور برکتیں ہوں آنحضرتؐ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء پر انہوں نے قرنوں اور صدیوں کے اس گم گشتہ سبق کو پھر مسلمانانِ عالم کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسرے ارکانِ اسلام بھی بجا لاتے ہیں مگر

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

اِطاعتِ نظام کے متعلق قرآنی ہدایات

— (محمد حفیظ البقاپوری) —

نظام عربی لفظ ہے نَظَمَ فعل ماضی کے مصدر نَظْمًا و نِظَامًا آتے ہیں جن کے معنی ہیں پرونا۔ ترتیب دینا۔ لغوی طور پر نظام اس دھاگے کو بھی کہتے ہیں جس میں موتیوں کو پرو دیا جاتا ہے نیز نظام اس رواج اور قانون پر بھی اطلاق پاتا ہے جس کے سبب گویا افراد ایک مرتب و لڑی کے رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں۔

قرآنی بیان کے مطابق اس سلسلہ نظام کائنات عالم کا خالق و مالک خدا ہے۔ تمام اشیاء پر اس کا تصرف تام ہے۔ اس کی حکمت کاملہ نے زمین کی ادنیٰ چیز سے لے کر بلند آسمانوں کی اعلیٰ و ارفع اشیاء تک کو ایک نظام اور خاص قانون میں باندھ رکھا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر سکے۔ چنانچہ اس بنیادی حقیقت کو سورۃ الملک کے آغاز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

وھو العزیز الغفور ہ الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔

وہی غالب اور بخشش کرنے والا خدا ہے جس نے سات آسمانوں کو ترتیب دے کر بنایا۔ تو رحمٰن کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا (عملی تجربہ کے لئے) تو اپنی آنکھ کو ادھر اُدھر پھیر کر اچھی طرح سے دیکھ۔ کیا تجھے خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام میں فرمایا۔

وآیۃ لھم الیل نسلخ منہ النہار فاذا ھم مظلمون ہ والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم ہ والقمر قدرنٰہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم ہ لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ہ

(یٰسین آیت ۳۸ تا ۴۱)

اور ان کے لئے رات میں ایک بڑا نشان ہے جس میں سے ہم کھینچ کر ہم دن نکال لیتے ہیں جس کے بعد اچانک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے یہ غالب اور علم والے خدا کا مقرر کردہ قانون ہے۔ اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کے لئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان منزلوں پر چلتے چلتے ایک پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے نہ تو سورج کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے (؟) اور نہ رات کو طاقت ہے (یعنی چاند کو) کہ وہ سبقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے۔ بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔

خدا کی ان گنت مخلوقات میں سے انسان اشرف المخلوقات ہے جسے اپنے افعال و اعمال میں ایک حد تک آزاد اور اپنی مرضی کا مالک بنایا گیا ہے۔ تا پسندیدہ پہلو اختیار کر کے ثواب کا مستحق بنے اور ناپسندیدہ راہ پر چلنے کے نتیجہ میں عتاب اور سزا کا مستوجب قرار پائے۔ بایں ہمہ خالق حقیقی نہیں چاہتا کہ اس کی وسعت قدرت کا کرشمہ ہوتے ہوئے انسان ایسی بھول بھلیوں میں پڑ جائے جن سے نکلنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ چونکہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے اسلئے اس کی حکمت کاملہ نے اپنے فضل سے اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے صحیح نظام اور قانون بھی جاری کر رکھے ہیں تاکہ دونوں نظام ہر موقعہ پر اس کی کامل دستگیری کرتے رہیں۔ اور جو کوئی ان سے استفادہ نہیں کرتا اور پھر مشکلات اور پریشانی میں پڑتا ہے تو یہ اس کی اپنی صوابدید کا نتیجہ ہے اسلئے عقلمندی اسی میں ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے ہر قسم کے نظام (یعنی جسمانی و روحانی) کی کامل اطاعت کرے تا اس کی زندگی خوشحال بنے اور اس دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو۔

دنیا میں جاری جسمانی نظام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ جو انسان کے اپنے جسم سے لے کر زمین و آسمان و ما فیہا سب پر حاوی ہے۔ جس کی تفصیل و تشریح کے لئے کئی دفتر درکار ہیں اور پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس تفصیل کا حق ادا ہو گیا۔ سچ فرمایا قرآن پاک نے کہ

ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمٰت اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔

(لقمٰن آیت ۲۸)

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں ان کی قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی سے بھرا ہوا ہو اس طرح کے سات اور سیاہی کے سمندر اس میں ساتھ ملا دیئے جائیں تو بھی قدرت حق کے رازہائے سربستہ لکھتے لکھتے ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ یقیناً غالب اور بڑی حکمتوں والا ہے

جسمانی نظام کے مقابل پر روحانی نظام کو چلانے کے لئے خدائے تعالےٰ نے انبیاء اور مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ جب سے یہ دنیا بنی اور حضرت انسان اس معمورہ میں بسایا گیا اس کی ہدایت کے لئے خدا تعالےٰ نے مصلحین کا سلسلہ برابر جاری فرما رکھا ہے نہ تو کسی وقت پہلے اس سلسلہ میں کبھی انقطاع ہوا اور نہ ہی ممکن ہے کہ آئندہ کے لئے انقطاع ہو۔ اس لئے کہ بھول و نسیان انسان کا خاصہ ہے اور اس کے ازالہ کے لئے اور تازہ بتازہ یاد دہانی کے لئے اس مبارک سلسلہ کو جاری کیا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان کسی وقت ذہول و نسیان سے بچ جائے اور اس کی یاد رفتہ ہمیشہ ایسی ہی رہے جیسا کسی امر کے مشاہدہ کرنے اور اس سے واقف و آگاہ ہو جانے کے بعد۔

نبی وقت کی بعثت کے ذریعہ ایک نیا روحانی نظام قائم کیا جاتا ہے اور ایک جدید روحانی برادری قائم ہوتی ہے۔ نبی اپنی اُمت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور سارے مومن جو اس کے ہاتھ پر اس بلند مقصد کے حصول کے لئے جمع ہوتے ہیں آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس نوع کے روحانی نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون ہ و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

(آل عمران آیت ۱۰۳ تا ۱۰۴)

ان آیات کریمہ میں پہلے نمبر پر مومنوں کو اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ پوری کوشش اور [illegible] جد و جہد کے ساتھ تقویٰ اللہ میں کمال کرنے کی طرف توجہ دیں پھر بتایا کہ اس نعمت فرمانبرداری اور تسلیم و رضا میں ایسا دوام اختیار کریں کہ آخری دم تک اسی پر قائم رہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں اسی نظام روحانی کی تعبیر کو جسکی قرآن اطاعت ایک مومن کا شیوہ بن جانی چاہئے اسی کو حبل اللہ قرار دیکر سب کو تاکید فرمائی کہ اسے پکڑے رہیں تا کہ دیا ہے اور اس نے تفرقہ کی [illegible] کرنے سختی سے ممانعت فرمائی۔ اور واضح کیا کہ یہ خدا کی اس نعمت عظمیٰ کے لازمی تقاضے ہیں جو اسلام کی نعمت پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلامی برادری قائم ہوئی۔ اب اس روحانی برادری کا استحکام اور یکجہتی اسی صورت میں ممکن ہے کہ سب مومن ان ہدایات پر کاربند ہوں جن کا ذکر ہوا ہے

ہم نے نظام کی لغوی تشریح کرتے ہوئے [illegible] دھاگے کے بتایا ہے [illegible] موتی لڑی پر [illegible] مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حبل اللہ کے الفاظ میں اسی [illegible] اور رشتے کا ذکر ہوا ہے جس میں جماعت مومنین ایک [illegible] میں منسلک کر دیئے گئے ہیں۔ [illegible] فرض اولین ہے کہ پہلے تو اس [illegible] کو مضبوطی سے تھامے رکھیں [illegible] گرے اور [illegible] ساری نعمتیں [illegible] گی اور جو نعمت ان کو اس حبل اللہ سے [illegible] جانوروں کی طرح [illegible] اور نہیں کہہ سکتے کہ [illegible] اسی کا کیا حشر ہو۔

اس وقت تمام مسلمانوں کی زبوں حالی اور [illegible] وادبار کا اصل باعث یہی تو ہے کہ [illegible] پر مضبوطی سے نہ ہو سکے اس نظام سے [illegible] اور جس خستہ حالی کا شکار ہیں [illegible] ہے کاش مسلمان اس اہم نکتہ کو سمجھیں [illegible] رموز [illegible] تربیت پائیں۔ خدا کا شکر ہے [illegible] جماعت احمدیہ مامور وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے نتیجہ میں اس حبل اللہ کی وارث بن گئی [illegible] روحانی نظام میں پرو دی گئی جس [illegible] ان نعمتوں سے بہرہ یاب ہو سکتی ہے جو روحانی [illegible] کا [illegible] ہے۔

(۲)

روحانی نظام کی اطاعت کی اہمیت اور ضرورت اصلاح [illegible] میں [illegible]

قرآن کریم سورت النساء میں اللہ [illegible]

فرماتا ہے:-

یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاٰخر ذالک خیر و احسن تاویلا۔

(سورۃ النساء آیت ۶۰)

سورۃ النساء کی اس آیت کریمہ میں اسی نظام کی تفصیل بتائی گئی ہے یعنی پہلے نمبر پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت لازمی ہے جو خالص روحانی نظام سے متعلق ہے۔ دوسرے نمبر پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا جو روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے نظاموں پر مشتمل ہے مطلب یہ کہ ہر قسم کے حکام کی اطاعت مومنوں پر فرض ہے خواہ وہ اہل اسلام سے ہوں یا غیر مسلم حکومت کے مقرر کردہ غیر مسلم حکمران۔ قرآن کریم کا منشاء یہ ہے کہ کسی بھی قائم شدہ حکومت کے قانون اور اس کے نظام کے خلاف بغاوت نہ کی جائے۔ چنانچہ اس موقعہ پر سورۃ الاعراف کی آیت ۳۴ کا وہ حصہ بھی ملا لیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ نے حرام کردہ امور میں والبغی بغیر الحق کو شمار کیا ہے کہ ناحق کی بغاوت بھی حرام ہے۔ قرآن کریم کے اس مقام میں اس بات کی کوئی قید نہیں کہ مسلم حکام ہوں تو اطاعت کی جائے اور غیر اسلامی حکومت ہو تو اس کے نظام کی بغاوت جائز ہے بلکہ قرآنی الفاظ کا منشاء یہی ہے کہ کسی رنگ کے نظام حکومت خواہ غیر مسلموں کے ہاتھوں ہو یا مسلمانوں کے جب ایسے غیر مسلم حکام جو مداخلت فی الدین نہیں کرتے اور اپنی حکومت میں مسلمانوں کو احکام دین بجا لانے میں روک نہیں بنتے سیاسی لحاظ سے اُن کی اطاعت کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے مسلم حکمرانوں کی۔ تا ملک میں امن برباد نہ ہو۔ اور اس خطہ میں بسنے والے مسلمانوں کی عزت و آبرو پر کسی کو ہاتھ ڈالنے کا موقعہ نہ ملے۔ سورۃ النساء کی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ کے دوسرے حصہ میں ایک اور اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر کسی وقت حکام اور رعایا کا باہمی اختلاف ہو جائے تو صحیح لائحہ عمل معلوم کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان حالات کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ہدایت پر پیش کیا جائے اور ان کے راستہ کو معلوم کیا جائے۔ فرمایا ایسا کرنا تمہارے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کا اصل تقاضا ہے اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا تجربہ بتائے گا کہ اللہ اور رسول کی ہدایت اور راہنمائی اپنے دور رس نتائج کے لحاظ سے احسن اور بہترین ہے۔

(۳)

پھر یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ نظام اسلامی کا نقطۂ مرکزی امام کی کامل اطاعت ہے جسے روحانی طور پر گویا نائب رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایسے امام یا کسی امام کی نیابت میں کسی قومی مجلس کا میر مجلس بھی اسی طرح کا حق اطاعت رکھتا ہے جیسے امام۔ چنانچہ سورۂ نور کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ خاص طور پر غور کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستأذنوہ ان الذین یستأذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ و رسولہ فاذا استأذنوک لبعض شأنھم فأذن لمن شئت منھم و استغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم ...... قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔

(سورۃ النور آیت ۶۲-۶۳)

ان آیات کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائب امام نظام اسلامی کی قومی اجتماع کے وقت میر مجلس سے بلا اجازت چلے جانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ پکے مومن لوگ بلا اجازت مجلس سے باہر جاتے ہی نہیں وہ پکے مومن ہیں جو اجازت طلب کرتے ہیں۔ پھر میر مجلس کو پورے اختیارات حاصل ہیں چاہے تو اجازت دے یا نہ دے۔ اجازت ہو جانے کی صورت میں یہ فرمایا کہ واستغفر لھم اللہ اس اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قومی اجتماع سے غیر حاضری خواہ اجازت سے ہی کیوں نہ ہو دل پر کسی نہ کسی کدورت پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے جس کا ازالہ نہایت ضروری ہے اور بہترین ذریعہ خلوص دل کے ساتھ استغفار ہے اور جس صورت میں کہ رسول اور آپ کی نیابت میں امام اور میر مجلس کو جانے والے کے لئے استغفار کرنے کی ہدایت ہے تو جو جانے والا ہے اس کیلئے تو بدرجہ اولیٰ استغفار کا التزام ضروری ہے۔ دیکھئے اس مفصل ہدایت میں نظام اسلامی کی اطاعت کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔

اس موقعہ پر تیسرے نمبر پر ایسی مجلس سے آنکھ بچا کر کھسک جانے والوں کے متعلق بتایا کہ ایسا کرنے والے بہر حال نظام جماعت کے عملی مخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی عملی مخالفت ان کے لئے خطرناک قسم کے ابتلاء اور آزمائش کا باعث بن کر دردناک عذاب لانے کا موجب بن سکتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۴)

نظام کی اطاعت کے سلسلہ میں یہ بات بھی بڑی ضروری ہے کہ احکام الٰہی کی بجا آوری کے وقت واضح رنگ کی تولی اور منہ موڑنے کی کیفیت کبھی پیدا نہ ہونے دی جائے۔ ورنہ اس کے عواقب بڑے ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانفال میں فرمایا ہے:-

یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و رسولہ و لا تولوا عنہ و انتم تسمعون۔ و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ھم لا یسمعون۔ ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون۔ (الانفال آیت ۲۱-۲۳)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان میں سے کسی سے منہ نہ پھیرو اس حالت میں کہ تم (اس کا حکم) سُن رہے ہو۔ اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم سنتے ہیں مگر وہ سُنتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک وہ لوگ حیوانات سے بھی بدتر ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں جو کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔

ان آیات میں واضح قسم کی تولی کا ذکر ہے جو انسان کے دل پر زنگ لگ جانے کی صورت میں ہونے لگتی ہے۔ آیت کریمہ میں اُمم سابقہ کا حوالہ دیتے ہوئے ایسی واضح تولی سے مجتنب رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ نیک بات بیان ہوتے وقت کان بند کر لینا یا نیک بات کی زبان سے دوسروں کو تحریک نہ کرنا غیر انسانی فعل ہے جو انسان کو حیوانات سے ملا دیتا ہے۔ اور عقل کا دیوالیہ ہے اسے کوئی عقلمند ایسا کر نہیں سکتا اور مومنوں کو تو ایسی عادات سے بہت زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے۔

(۵)

اس واضح قسم کی تولی کے ذکر کے بعد اس مقام پر دو آیات کے وقفہ کے بعد اطاعت نظام کے سلسلہ میں تقویٰ کی اس باریک راہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جو عملی پہلو سے بڑی اہم ہے یعنی رسول اللہ یا آپ کی نیابت میں امام جماعت جب کوئی نیک تحریک فرمائیں تو قرآنی حکم یہ ہے کہ اس پر فوری لبیک کہا جائے۔ استجابہ میں تاخیر کرنا یا سہل انگاری سے کام لینا بسا اوقات انسان کو بہت سی دوسری نیکیوں سے محروم کر دینے کا باعث بن جاتا ہے چنانچہ سورۃ الانفال میں فرمایا:-

یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم و اعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ و انہ الیہ تحشرون۔ و اتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ و اعلموا ان اللہ شدید العقاب (الانفال آیت ۲۴-۲۵)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جبکہ وہ تمہیں روحانی زندگی بخشنے کیلئے پکارے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تم اسکی طرف زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے اور اس بڑے خطرناک فتنہ سے ڈرتے رہو جو کہ تم میں سے صرف ظالموں کو ہی اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا بلکہ خطرہ ہے کہ بعض دوسرے لوگ بھی جو احکام الٰہیہ کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں وہ بھی اس کا نشانہ بن جائیں۔ یاد رکھو کہ اللہ کا عذاب یقیناً سخت ہوتا ہے۔

پس ہر قسم کے فتنوں اور آزمائشوں سے بچنے کا صحیح طریق نظام کی اطاعت اور امام کے احکام کی فوری بجا آوری ہے اسی مفہوم کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الامام جنۃ یتقی بہ .... ورائہ کہ امام ایک ڈھال ہے جس کی اوٹ میں رہ کر دشمن سے کامیاب مقابلہ کیا جا سکتا ہے امام وقت خدا تعالیٰ سے خاص قسم کی تائید و نصرت پاتا ہے اور جماعتی ضروریات کے لحاظ سے مختلف اوقات میں افراد جماعت کے عمل کیلئے تحریکات جاری کرتا ہے ایسے امام کی تحریکات پر فوری لبیک کہنا ایمان کی سلامتی کا موجب ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحریک سُنتے ہی دل میں ایک نیک جذبۂ تعمیل کا پیدا ہوتا ہے یہ ایسا وقت ہوتا ہے جس سے فوری فائدہ اُٹھانا بڑی برکتوں کا موجب بن جاتا ہے مگر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ انسان تعمیل کیلئے فوری اقدام نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں جو وقتی طور پر نیکی کا جذبہ اُٹھا وقت گذر جانے پر مدھم پڑ جاتا ہے تب وہ ایک بڑی نیکی کی بجا آوری سے محروم اور بے نصیب رہ جاتا ہے پس ان آیات میں اس اہم نکتہ کی طرف بھی خاص توجہ دلائی گئی ہے اور نظام کی فوری اطاعت کی عظیم برکات کے حصول کا بابرکت ذریعہ ہے!!

(۶)

قومی اور اجتماعی زندگی میں بسا اوقات ایسے مواقع بھی آیا کرتے ہیں جبکہ باہمی معاملات میں کسی نہ کسی طرح کے تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جماعتی نظام کے محکمانہ فیصلوں کا ماننا اور اُن کے سامنے شرح صدر سے سر تسلیم خم کر دینا قرآنی ہدایت کے عین مطابق ہے۔ لیکن جو کوئی ایسا نہیں کرتا تو قرآنی تشریح کے مطابق یہ صورت حال اس کے ایمان کیلئے گویا خطرہ کی گھنٹی ہے جیسا کہ فرمایا:-

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔

(النساء آیت ۶۵)

پس تیرے رب کی قسم کہ جب تک وہ ہر اس بات میں جس کے متعلق اُن میں جھگڑا ہو جائے تجھے حَکم نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے اپنے نفوس میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار نہ ہو جائیں ہرگز ایماندار نہ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں ایماندار بننے کے لئے صرف زبان سے ایمان کا اقرار و اظہار ہی کافی نہیں بلکہ مختلف النوع حالات میں جماعتی فیصلہ جات پر شرح صدر سے تسلیم و رضا کا طریق اختیار کرنے سے انسان کے ایمان کا امتحان ہوتا ہے اور امتحان میں کامیاب ہونے والا ہی حقیقی معنوں میں مومن کہلانے کا مستحق ہے۔ اس کے برعکس محکمانہ فیصلہ جات سے سرتابی کرنے کو اپنے ایمان کی فکر کرنا چاہیئے۔

الغرض یہ ہیں چند موٹی موٹی باتیں جو نظام کی اطاعت کے سلسلہ میں قرآن پاک میں بڑی وضاحت سے بیان ہوئی ہیں اور مومنوں کا کام ہے کہ ان پر کاربند رہیں اور ان برکات سے حصہ پائیں جو نظام سے وابستہ ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دیتا چلا جائے کہ ہم ہر حالت میں نظام کی کامل اطاعت کرنے والے ہوں۔

آمین۔

قرآن مجید کی رو سے ــــ حقیقی مومن کی صفات

خورشید احمد انور

روحانی استعدادوں کی نشو ونما اور ان کی تکمیل کی غرض سے قرآن حکیم نے جو اصولی و تفصیلی ہدایات صادر فرمائی ہیں وہ ایک مکمل اور جامع ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتی ہیں اس صحیفۂ مقدس کو کھول کر دیکھیں تو حیات انسانی کا ایک شعبہ بھی ایسا نظر نہیں آتا جسے قرآن کریم نے نظر انداز کر دیا ہو۔ مگر افسوس کہ آج قرآن کریم کے یہ بیش بہا لعل وجواہر بدرسوم جہالت اور نسیان کی مٹی تلے دفن ہیں اور وہی قوم جو کسی دور میں اس دولت بے پایاں سے مالا مال تھی آج محض اس سے بیگانہ دلکش ہو جانے کی وجہ سے ادبار و پستی کا شکار ہو رہی ہے۔

قطع نظر اس سے کہ ایک عام مسلمان کے اخلاق اور روحانیت کا کیا معیار ہونا چاہیئے اس موقعہ پر ایک حقیقی مومن کی ان صفات کا تذکرہ موجود ہے جن کی نشاندہی قرآن کریم نے فرمائی ہے۔

حقیقی مومن کی تعریف

ایک حقیقی مومن کی جو جامع اور مختصر تعریف قرآن مجید نے بیان فرمائی ہے وہ کچھ اس طور سے ہے کہ بلیٰ من اسلم وجهه لله فهو محسن (البقرۃ ع۲)

یعنی حقیقی مومن صرف وہی ہیں جو دنیا اور اس کے تمام تر علائق سے منہ موڑ کر اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مرکوز کر دے اس کے جوارح زبان قال سے ہر آن اس حقیقت کا اعتراف کرنے والے ہوں کہ " ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین (انعام ع۲۰) میری عبادت میری قربانیاں حتیٰ کہ میری زیست و موت بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

مومنین کی مثال

اس جامع و مانع حد بندی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم ایک مومن کے سامنے تکمیل روحانیت کے لئے ایک واضح مثال [illegible] بھی پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ضرب الله مثلا للذین آمنوا امرأت فرعون ------- و مریم بنت عمران ---- الخ

(سورۃ تحریم)

یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کی ایک مثال فرعون کی بیوی کی بیان کرتا ہے اور دوسری عمران کی بیٹی مریم کی

تکمیل روحانیت کے دو مراحل

آیت مذکورہ بالا میں بیان کردہ پہلی مثال میں مومن کو فرعون کی بیوی سے تشبیہ دے کر اس کے اس مقام کی نشاندہی کی گئی ہے جو ابھی تک نفس امارہ کے پنجے میں ہی گرفتار ہے۔ پھر جب رفتہ رفتہ مومن نفس امارہ کی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اسے عفت وعصمت کا وہ بلند مقام عطا کیا جاتا ہے۔ جو حضرت مریم بنت عمران کو حاصل تھا اس آخری مرحلہ کو عبور کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی [illegible] اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ تجلیات الٰہیہ کا خود اپنے وجود میں مشاہدہ کرنے لگ جاتا ہے۔

مومن اور مسلمان میں فرق

مذکورہ بالا ہر دو مثالوں کو بخوبی سمجھنے کے لئے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلی مثال میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام مسلمان کی تعریف کی ہے تو دوسری میں ایک کامل الایمان مسلمان کی۔ اب ان ہر دو اصطلاحات میں جو فرق ہے اسے بھی قرآن مجید کی روشنی میں بآسانی دیکھا جا سکتا ہے فرماتا ہے:۔ قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔

(الحجرات ع۲)

یعنی اے عرب کے بادیہ نشینو! تم یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لے آئے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے ظاہری طور پر فرمانبرداری قبول کر لی کیونکہ ابھی ایمان حقیقتاً تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا

تکمیل ایمان کا ظاہری معیار

اب یہ دیکھنے کے لئے کہ اسلام لانے کے بعد وہ کونسا ظاہری معیار ہے جسے پالینے کے بعد ایک عام مسلمان زمرۂ مومنین میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی ہمیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ فرماتا ہے

علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی

(یوسف ع۱۲)

یعنی میرے حقیقی متبعین وہ ہیں جنہوں نے پہلے بصیرت حاصل کی اور پھر پوری پختگی کے ساتھ ایمان کی معراج پر قائم ہو گئے

چند صفات کا اجمالی تذکرہ

حقیقی مومن کی تحدید اور تعیین کے بعد آیئے اب اس کی ان صفات کا سرسری جائزہ لیں جن کی نشاندہی خود قرآن کریم فرماتا ہے

اعمال صالحہ عمل کے بغیر ایمان مردہ اور بے حقیقت ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بارہا اس حقیقت سے مومنین کو متنبہ اور خبردار کیا ہے کہ یا ایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون (الصف) یعنی اے ایمان والو تم کیوں ایسی بات کہو جس پر خود کاربند نہ ہو تمہارے ایمان کی تو پہلی شرط ہی یہ ہے کہ آمنوا وعملوا الصلحٰت (عنکبوت) یعنی مومن بنو اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔

خدا اور رسول کی کامل فرمانبرداری:۔ حقیقی مومن کی ایک اہم صفت قرآن [illegible] بھی بیان فرماتا ہے۔ ومن یطع الله ورسوله (النور) یعنی وہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں

بے پناہ توکل علی اللہ:۔ مومن کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کی امیدوں کا تمام تر مدار محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔ فرمایا وعلی ربهم یتوکلون (انفال ع۱) وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس توکل کے نتیجہ میں فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (انعام ع۵) زمانے بھر کی مخالفتوں اور چیرہ دستیوں کا نہ صرف یہ کہ ان کو خوف وحزن نہیں ہوتا بلکہ وما زادهم الا ایمانا وتسلیما (احزاب ع۳) یہ سب باتیں ان کے ایمان اور جذبۂ اطاعت کو مزید فراوانی بخشتی ہیں

عبادت وذکر الٰہی کا التزام:۔ مومن کی ایک صفت قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے کہ لا تلهیهم تجارۃ ولا بیع عن ذکر الله واقام الصلوٰۃ (نور) انہیں دنیا داری اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت سے غافل نہیں کرتی بلکہ یبیتون لربهم سجدا وقیاما (فرقان) دن تو دن وہ رات کا بیشتر حصہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہ کر گذارتے ہیں۔

عشق الٰہی میں مخمور:۔ حقیقی مومنین کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ اشد حبا لله وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہی محبت کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت اسقدر شدت اختیار کر لیتی ہے۔ گویا الله ولی الذین آمنوا (البقرہ ع۳۴) تمام علائق دنیوی سے قطع نظر صرف خدا ہی ان کا دوست و غمخوار بن جاتا ہے۔ اس مومنانہ جذبۂ عشق و فدائیت کے بالمقابل خدا تعالیٰ کی محبت والفت کا جو پیار سلوک مومنین سے ہوتا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ کیجئے فرماتا ہے۔ وکان حقا علینا نصر المومنین (الروم ع۵) یعنی ہم پر واجب ہوتا ہے کہ ہم مومنین کی مدد کریں تب ہماری تائید و نصرت ہر آن ان کے شامل حال رہتی ہے۔

غیرت ایمانی کا مظاہرہ:۔ پھر جب یہی عشق اپنی انتہائی حدود کو پالیتا ہے۔ تو ایک ایسا جوش اور ایمانی غیرت بھر دیتا ہے۔ کہ لا تجد قوما ------ یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم (المجادلہ ع۳) وہ ان لوگوں کی محبت بھی برداشت نہیں کر سکتے جو اللہ اور اس کے رسول کی شدید مخالفت پر کمربستہ ہیں خواہ ایسے لوگ ان کے والدین ہوں یا بیٹے بھائی ہوں یا ان کے خاندان سے وابستہ افراد

اطاعت نظام:۔ مومن کا ایک اور قابل ذکر وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر آن اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور ان کے قائم کردہ نظام جماعت کی جان و دل سے اطاعت کرنے میں ہی اپنی فلاح وبہبودی یقین کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا انما کان قول المومنین اذا دعوا الی الله ورسوله لیحکم بینهم ان یقولوا سمعنا واطعنا (النور ع۶) کہ جب بھی خدا اور اس کے رسول کی آواز ان کے کانوں سے ٹکراتی ہے وہ یہ کہتے ہوئے دیوانہ وار آگے بڑھتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم ہر قسم کی اطاعت و فرمانبرداری اور ایثار و قربانی کے لئے حاضر ہیں

جہاد فی سبیل اللہ:۔ حقیقی مومنین کی ایک واضح علامت قرآن کریم میں یہ بتائی گئی ہے۔ (باقی صفحہ ۲۱ پر)

قرآنِ مجید کی رُوحانی تاثیرات

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

دعویٰ قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تاثیرات کے سلسلہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ "لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ط (الحشر آیت ۲۲) یعنی اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اسے دیکھتا کہ وہ (ادب سے) جھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

اس زبردست، ٹھوس اور ناقابلِ تردید دعویٰ پر جب کوئی انسان محققانہ اور غیر جانبدارانہ نظر ڈالتا ہے تو اُسے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ قرآنِ مجید نے اپنی روحانی تاثیرات قدسیہ کے ذریعہ جو عظیم الشان تبدیلی اور انقلاب اپنے پیروکاروں میں پیدا کیا ہے اس کی مثال کوئی بھی مذہب اور اس کی الہامی کتاب پیش نہیں کر سکتی۔ اس اعتبار سے بھی قرآن مجید ایک منفرد معجزانہ شان کا حامل ہے۔ آئیے! قرآن مجید کی انہی تاثیرات کا مختصر طور پر حقائق و واقعات کی روشنی میں جائزہ لیں۔

زمانہ نزولِ قرآن

کسی بھی قسم کے انقلاب کی صحیح کیفیت کو سمجھنے کے لئے اس کا ماحول مدّنظر رکھنا از حد ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ جس ماحول اور زمانہ میں قرآن مجید کا نزول ہوا اس کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے "ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔" (الروم آیت ۴۲) یعنی اس زمانہ میں خشکی اور تری میں فساد نمایاں ہو گیا تھا۔ دنیا کا کوئی خطّہ ایسا نہ تھا جہاں روحانی تاریکی، اخلاقی پستی، بدنظامی اور خدا سے دوری کا دور دورہ نہ ہو۔ [illegible] پرستی۔ اوہام پرستی اور ظلم و بہیمیت معراجِ کمال پر تھی۔ اور خود ملکِ عرب کا حال ان سب سے بدتر تھا۔ تمام خطّۂ عرب ضلالت و گمراہی کے [illegible] میں غرق تھا۔ شرک اور فسق و فجور کا ایک [illegible] پھیلا ہوا تھا۔ یہ لوگ حیوانوں کی طرح اپنی زندگی [illegible] رہے تھے۔ دین سے قطعاً نابلد اور وحشیانہ [illegible] طبائع کے مالک تھے۔ ایک دوسرے [illegible] پیاسے تھے۔ شراب خوری اور قمار بازی [illegible] گرم تھا۔ اور اسی طرح ہٹ، ضد اور [illegible] ان کے رگ و ریشے میں رچی ہوئی تھی۔ اِن [illegible] میں اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ خلق کے لئے قرآنِ مجید جیسا اکمل اور پُر اثر کلام نازل فرمایا [illegible] عرب قوم کی کایا پلٹ دی اور ایک حیرت انگیز تبدیلی اُن کے اندر پیدا کی۔

عرب کی وحشی قوم میں انقلاب

چنانچہ عرب کے وہی وحشی جو کفر و ضلالت اور شرک میں مبتلا تھے، وہی لوگ جو خدا کو جانتے بھی نہ تھے، قرآنِ مجید کی تاثیراتِ قدسیہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے ایسے شیدائی بن گئے کہ اس کا نام اُن کی زبانوں پر ہر دم رہنے لگا۔ انہوں نے اپنے اندر ذہنی، قلبی اور روحانی پاکیزگی اس قدر پیدا کر لی کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔" (المجادلہ آیت ۲۳) یعنی اُن کی اس رُوحانی پاکیزگی اور تزکیۂ نفس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ بھی خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اسی بناء پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جن کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

صحابہؓ میں اخوت

اسی طرح قرآن مجید کی پُر کشش اور روح افزا تعلیمات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں ایک یہ بھی حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا کہ وہی لوگ جو الگ الگ قبیلوں اور شاخوں میں منقسم تھے، جن میں کوئی قومی رُوح نہیں تھی جو ہر وقت ایکدوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے، غیظ و غضب جن میں اتنا تھا کہ بات بات پر تلوار چلانے کیلئے تیار ہو جاتے تھے، قرآن مجید کی غلامی اختیار کرتے ہی ایکدوسرے کے سچے خیرخواہ بن گئے۔ اور ان میں ایسی اخوتِ اسلامی پیدا ہو گئی کہ دنیاوی رشتہ داریاں بھی اس کے سامنے ہیچ محض نظر آتی ہیں۔ اس انقلاب کا ذکر قرآن مجید نے اس طرح فرمایا ہے کہ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران آیت ۱۰۴) یعنی تم خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر خدا نے اسلام و قرآن کے ذریعہ تمہارے دلوں میں ایکدوسرے کی محبت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

ترکِ شراب نوشی

قرآنِ مجید کے نزول سے قبل اہلِ دنیا کے لئے عموماً اور اہلِ عرب کے لئے خصوصاً شراب جزوِ زندگی بن چکی تھی۔ اور اس کا ترک کرنا محال معلوم ہوتا تھا۔ لیکن یہ بھی قرآن مجید کی تاثیرات کے نتیجہ میں ایک عظیم الشان انقلاب کا زبردست ثبوت ہے کہ جیسا ہی قرآن مجید نے شراب کو حرام قرار دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمتِ خمر کی منادی فرما دی اسی وقت بغیر کسی تاخیر اور تردد کے مسلمانوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے شراب سے بھرے ہوئے جام لُنڈھا دیئے اور شراب پینے پلانے کا تذکرہ گلدستۂ طاقِ نسیاں ہو کر رہ گیا (بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ مصری صفحہ ۸۷) ذرا موازنہ کیجئے کہ آج کی بڑی بڑی حکومتیں اپنے قوانین اور بے پناہ طاقتوں کو انسدادِ شراب نوشی کے لئے حرکت دیتی ہیں۔ شراب پینے پلانے والوں کے لئے عبرتناک سزائیں تجویز کرتی ہیں مگر پھر بھی وہ شراب بندی میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ اور دوسری طرف قرآن مجید کے ایک ہی حکم کے نتیجہ میں بلانوش قسم کے مے خوار ہمیشہ کے لئے یکدم ہی میخواری ترک کر دیتے ہیں جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ قرآن مجید بے اندازہ روحانی تاثیرات کا حامل ہے۔

صدق و وفا کا اعلیٰ نمونہ

اسی طرح قرآن مجید [illegible] وہ بے مثال رُوحانی کتاب ہے جس نے اپنے متبعین میں فدائیت، صدق و صفا، وفاداری اور کامل محبت کو بدرجۂ کمال پیدا کیا۔ ایک طرف ہمارے سامنے بنی اسرائیل کا نمونہ ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو قعرِ مذلّت سے نکالا تھا لیکن پھر بھی ان کے اندر جذبۂ محبت و اطاعت پیدا نہ ہو سکا اور وقت آنے پر انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو یہ ٹکا سا جواب دے دیا تھا کہ تُو اور تیرا ربّ دونوں جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ دوسری طرف ہمارے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا نمونہ ہے کہ قدم قدم پر انہوں نے بے وفائی کی۔ بزدلی دکھائی۔ چند روپوں کے عوض اپنے استاد کو پکڑوا دیا اور ایک نے تو گرفتاری کے خوف سے مسیح پر لعنت بھی کی اور مُنہ پر تھوک کر پہچاننے سے انکار کر دیا ــــ اس کے بالمقابل قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں وہ زندہ ایمان اور انتہائی عقیدت پیدا کر دی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک جنگ کے موقعہ پر صحابہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنی فداکاری کا ثبوت یہ کہہ کر دیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ، اصحابِ موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تُو اور تیرا ربّ جا کر لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں اور آپ کے بائیں اور آپ کے آگے اور آپ کے پیچھے لڑیں گے یہاں تک کہ آپ کے اشارہ پر ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے (بخاری۔ کتاب المغازی جلد ۳ صفحہ ۳ مصری)

اور یہ صرف وفورِ جذبات ہی کا قول نہیں تھا بلکہ عملاً صحابہ کرامؓ نے دینِ حق کی خاطر اپنی گردنیں بھیڑ اور بکریوں کی طرح کٹوا دیں۔ پس یہ تاثیر تھی اس معجزانہ کلام کی جس نے عرب کی مردہ قوم میں قومی روح پیدا کر کے انہیں صدق و وفا میں قیامت تک کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ بنا دیا۔

معارف و مخاطباتِ الٰہیہ

قرآن مجید کی سب سے بڑی رُوحانی تاثیر وہ علوم و معارف اور مخاطبات و مکالماتِ الٰہیہ اور انوار و برکاتِ الٰہی ہیں جو قرآن کے سچے متبع کے دل پر بارش کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس میں اور اس کے غیر میں ایک نمایاں فرق پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا۔ (الانفال آیت ۳۰) اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک بڑے امتیاز کا سامان پیدا کر دے گا۔

پس قرآن مجید کو اس لحاظ سے بھی ایک ایسا امتیازی اور عظیم الشان روحانی مقام اور تاثیر حاصل ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب نہ کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔ کیونکہ امتِ محمدیہ میں ہزارہا ایسے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دینِ اسلام پیدا ہوتے رہے جنہوں نے قرآنی کمالات اور تاثیراتِ روحانیہ کا زندہ ثبوت اپنے اپنے زمانہ میں لگاتار پیش کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اب تعلق باللہ صرف اور صرف قرآن مجید کی اتباع کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اور ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کے [illegible] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اسی غرض کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے موجودہ سائنٹفک دور میں اس بات کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیا کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ **میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں**۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے۔"

(الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنِ مجید کے انوار و برکات سے وافر حصہ پانے اور اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

تقریر جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۷۰ء

قسط دوئم

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلغ ۔ دہلی

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ فرماتے ہیں :۔

"قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے وہ نسخ سے محفوظ ہے اس کے اندر جو کچھ موجود ہے مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہے۔ اس کا کوئی حصہ ایسا نہیں۔ جو دوسرے حصہ کا مخالف اور قابل نسخ سمجھا جائے۔ خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہے...... اس میں کوئی نسخ ماننا بھی غلط ہے اس میں کوئی تغیر تسلیم کرنا خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ ہو اتہام ہے۔ وہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا"

(دعوۃ الامیر صفحہ ۱۴۱)

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام پر ہوں جن کا ہم پر بھاری احسان ہے کہ اس زمانہ میں انہوں نے آواز بلند کی کہ قرآن مجید کی کوئی آیت اور کوئی حکم منسوخ نہیں ۔ ب سم اللہ سے لے کر والناس کی سین تک ایک ایک حرف اور ایک ایک زیر اور ایک ایک زبر قابل عمل ہے۔ اور اس طرح قرآن مجید کی ایک اہم خدمت سرانجام دی۔

خدمت نمبر ۳

سابقہ مفسرین نے بائیبل کی روایات یا بعض غلط تاریخی روایات کی بنا پر قرآن مجید کی بعض آیات کی ایسی تفسیر کی تھی جس کی وجہ سے بعض انبیاء کرام کی توہین ہوتی تھی۔ اور ایسی تفاسیر کی بنا پر غیر مسلموں نے قرآن مجید اور سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر امہات المومنین جیسی کتابوں کے ذریعے گندے اعتراضات کئے تھے۔

چنانچہ کتب تفاسیر میں حسب ذیل غلط اور بے بنیاد باتیں نظر آتی ہیں۔

الف ۔ حضرت اسحاق معوذ علیہ السلام نے نعوذ باللہ بطور پیغام اپنی لڑکیاں مخالفین کو برے کام کے لئے پیش کیں۔

ب ۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک عورت پر عاشق ہو گئے۔ اور اس کے خاوند کو محاذ جنگ پر بھجوایا اور خود اس عورت سے نکاح کر لیا۔

(ج) حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی محبت میں نماز ضائع کر دی۔ اور بعد ازاں غصے میں آکر ان کو کاٹ ڈالا۔

(د) حضرت مسیح علیہ السلام نے جسمانی مردے زندہ کئے اور اس لحاظ سے انہیں رسول کریم پر فضیلت حاصل تھی۔

(ھ) نعوذ باللہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زینب پر عاشق ہو گئے۔ اور جب ایک دفعہ انہیں غسل کرتے ہوئے دیکھا تو یا مقلب القلوب کی تسبیح پڑھتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

(س) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے

(ش) همت به وهم بها کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی سے ارادہ زنا کر لیا نعوذ باللہ من هذه الخرافات وغیرہ وغیرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے عظام نے ان جملہ امور کی تردید کی اور بتایا کہ مفسرین نے جو یہ باتیں بیان کی ہیں قرآن مجید میں ایسے کوئی الفاظ موجود نہیں جن سے اس قسم کی باتوں کا استدلال کر لیا جائے۔ اور انبیاء کرام کی صحیح پوزیشن پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء معصوم ہوتے ہیں اخلاق کے بلند و بالا مقام پر ہوتے ہیں۔ ان کی طرف اس قسم کے اعمال کو منسوب کرنا بڑی ہی ناانصافی ہے۔

ان امور کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر کبیر میں نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ جو دوست ان امور کی تفاصیل مطالعہ کرنا چاہیں ۔ تفسیر کبیر کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں۔ میں اس موقعہ پر علامہ نیاز فتحپوری کا اقتباس پیش کر دیتا ہوں جس سے قارئین کو یہ اندازہ ہو جائیگا کہ تفسیر کبیر کے ذریعہ جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کی کتنی اہم خدمت سرانجام دی ہے۔

علامہ صاحب لکھتے ہیں :-

"تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی آپ کی وسعت نظر آپ کی غیر معمولی فکر و فراست آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔

کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے هؤلاء بناتي کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے"

(ملاحظات نیاز فتحپوری)

تفسیر کبیر کا ذکر آنے پر چند باتیں اس کے مصنف کی بابت کرنا ضروری سمجھتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ ان کو ایک ایسا بیٹا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگا جو علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب آپ کے وہ موعود بیٹے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی ۱۹۱۴ء میں آپ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور باون سال تک آپ خلافت پر متمکن رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کا علم خصوصی عطا فرمایا۔ اور اسی علم خصوصی کی بنا پر قرآن مجید کی افضلیت کو آپ نے آپ نے بطور چیلنج دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں آپ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی فضیلت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔ یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے کئی کالج یہاں موجود ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پائے جاتے ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آئے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن مجید پر حملہ کرکے دیکھ لے میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ ہی اس کے اعتراضات کو دور کرکے دکھاؤں گا"

(تقریر جلسہ مصلح موعود لاہور)

اسی طرح آپ نے قرآن مجید سے بیشمار اسلامی مسائل کی وضاحت فرمائی آپ فرماتے ہیں:۔

"عہدہ خلافت سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت سے کھولے ہیں کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے ... کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر و اسلام، مسئلہ خلافت۔ اسلامی اقتصادیات۔ اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہ تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف ظاہر کئے جن کو آج دوست و دشمن سب نقل کر رہے ہیں"

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۵۴) (باقی)

فضائل قرآن کریم

از مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

(۱)

سورہ طٰہٰ کے شروع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى کہ قرآن کریم کو اس لئے نہیں اتارا گیا کہ آپ ناکام ہوں بلکہ قرآن کریم ایسی تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو شخص بھی اس کے وعید کو سن کر ڈرتا ہے اور اس کی تعلیم سے فائدہ اُٹھاتا ہے ہم اس کو دنیا میں قابل تذکرہ بنا دیتے ہیں یا بنا دیں گے۔ غور کیجئے۔ عرب کیا تھے جز تاریخ کا ایک جزو بن گئے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ کسریٰ کو شکست دینے اور قیصر پر فتح پانے کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بہ عظم افریقہ کا رُخ کیا سنہ ۲۱ ہجری میں مصر پر حملہ کیا۔ مصر پر حملہ کرنے کے وقت لشکر صرف چار ہزار تھا۔ مصر جیسے وسیع و عریض ملک کے لئے پچاس ہزار کا بھی لشکر کم تھا۔ مصر کے مختلف علاقے فتح کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ جہاں شہر فسطاط ہے۔ اس جگہ ایک مضبوط قلعہ تھا۔ دشمن قلعہ بند ہوگیا۔ زبیر بن عوام نے سیڑھی لگا کر اندر سے دروازہ کھولا۔ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ حضرت عمرو بن عاص قلعہ پر قابض ہوگئے اس قلعہ کی تسخیر کے بعد اسکندریہ کا رُخ کیا میدانوں گھاٹیوں کو عبور کرتے ہوئے بائیس روز میں ایک سو پچیس میل سفر طے کر کے اسکندریہ پہنچے۔ دشمن نے کافی سامانِ حرب جمع کر لیا تھا۔ رومی لوگ فصیل پر نکل کر چکر لگاتے تھے تاکہ مسلمان مرعوب ہوں یہ دیکھ کر اسلامی سپہ سالار نے قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ:۔

"ہمیں فوج کی کثرت سے ڈرایا جاتا ہے یہ تمہارا ایک خیالِ خام ہے کیونکہ ہمارا بھروسہ فوج کی کثرت اور اسلحہ کی فراوانی پر نہیں ہے بلکہ ہمارا بھروسہ اس خدائے واحد پر ہے جس نے ہمیشہ میدان میں مومنوں کو اپنے فضل سے ہمیں فتح عطا فرمائی اس طرح دہر کی نمائش بزدلی کی علامت ہے۔"

اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے زوردار الفاظ میں فرمایا۔ کہ ہم تو اس یقین کے ساتھ یہاں آئے ہیں کہ اسکندریہ کو فتح کر کے جائیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہم کو ہمارے ارادہ سے روک سکے۔ خواہ تم دس لاکھ کا لشکر مقابلہ پر لے آؤ۔ فتح یقیناً ہماری ہوگی کیونکہ رسول اللہ کی غلامی کے بعد ہم لوگ شکست دیکھنا بھول چکے ہیں۔ آخر اسکندریہ فتح ہوا۔ مختصراً یہ کہ قرآن کریم کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ قرآنی تعلیم اپنے ماننے والوں کو ایک تاریخی قوم بنا دیتی ہے اسجات کی شہادت میں اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے۔

(۲)

قرآن کریم کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ وہ ایک مکمل شریعت ہے جبکہ پہلی شریعتیں مکمل نہیں تھیں اور نہ وہ تمام ضرورتوں کو پورا کر سکتی تھیں قرآن کریم کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت میں نے تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کسی صحابیؓ نے اس آیت کو کسی یہودی کے سامنے پڑھا۔ تب اس یہودی نے رشک کی وجہ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہماری کتاب تورات میں نازل ہوتی تو ہم اس کے اُترنے کے دن کو عید کا دن مناتے اس بات کا ذکر اس صحابیؓ نے رسول کریم صلعم کے سامنے کیا کہ اس آیت کے بارے میں فلاں یہودی نے ایسا کہا ہے۔ اس پر رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس آیت کی وجہ سے عید منانے کے دو دن ہیں ایک دن عرفہ کا اور دوسرا دن جمعہ کا کیونکہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس دن جمعہ کا دن بھی تھا اور عرفہ کا بھی۔ اس آیت میں جو قرآن کریم کی تکمیل کا ذکر کیا گیا ہے اس تکمیل کی قرآن کریم نے دوسری جگہ نشانات بیان فرمائی ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ سورہ ابراہیم ع ۴۔

اے مخاطب! کیا تو نے دیکھا نہیں کہ خدا تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح دی ہے کہ وہ ایک ایسے پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہو اور اسکی شاخیں بلندیوں میں ہوں۔ بلند یعنی آسمان میں ہوں اور وہ درخت اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل بھی دیتا ہو۔ ایسی مثالیں اللہ تعالیٰ اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کے درخت کی یہ خصوصیات ہیں۔ اس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ اور ہر وقت پھل دیتا ہے یعنی وہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ جیسے خدا تعالیٰ نے پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ جیسے پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے اس دعوے کا ثبوت ہمارے اس زمانہ کے امام ہیں جنہوں نے الہام کے ثبوت میں دنیا کے سامنے بہانگِ دہل کہا۔

الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہم از نور نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

(۳)

قرآن کریم کی تعلیم بمقابلہ دیگر مذاہب اعلیٰ درجہ کی ہے۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى کہ تمام لوگوں کے ساتھ عدل کرو اس سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور پھر یہ کہ تم بنی نوع انسان سے ہمدردی بجالاؤ جیسے کہ ایک قریبی کو قریبی سے ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر افضل تعلیم کوئی ہو سکتی ہے جس میں بنی نوع انسان کے ساتھ نیکی کرنا صرف احسان تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ وہ درجہ جوشِ طبعی بھی بیان کر دیا جس کا نام ایتاءِ ذی القربیٰ ہے کیونکہ احسان کرنے والا اگرچہ احسان کے وقت ایک نیکی کرتا ہے مگر بدلہ کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے وہ بھی کبھی ناشکرے سے ناراض ہو کر نہیں کرتا مگر طبعی جوش سے نیکی کرنا جس کو قرآن کریم نے نیکی کے ساتھ مشابہت دی ہے۔ یہ درحقیقت نیکی کا آخری درجہ ہے جس کے بعد اور کوئی نیکی کا مرتبہ نہیں۔ کیونکہ ماں کی نیکی بچہ کے ساتھ اس کا رحم ایک طبعی جوش ہے۔ قرآن کریم میں یہ تینوں درجے بنی نوع انسان کی حق گزاری کے ہیں۔ تورات انجیل مذکورہ کتابیں اس اعلیٰ درجہ کی حق گزاری سے خالی ہیں ان دونوں کتابوں میں پہلا اور دوسرا درجہ بھی کامل طور پر بیان نہیں ہوا

(۴)

پہلی شریعتیں مختص القوم ومختص الزمان تھیں لیکن قرآن کریم تمام زمانوں کے لئے ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا کہ وہ ذات بابرکت ہے جس نے قرآن کریم کو اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ وہ جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی آتا ہے کہ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ ایسی خصوصیات دی گئی ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں دیا گیا۔ ان میں سے پہلی یہ ہے کہ اُرسلتُ الی الناس کافۃً کہ مجھ سے پہلے انبیاء مخصوص کسی ایک قوم کے لئے محدود زمانہ تک آئے تھے اور میں تمام دنیا کے لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ چنانچہ اسبات کی شہادتیں موجود ہیں کہ تورات صرف یہودیوں کے لئے نازل ہوئی تھی۔ مثلاً انجیل میں ہے۔ کہ مسیح نے فرمایا:۔

"کہ میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں بھیجا گیا"

مسیح نے ایک عورت کے فریاد کرنے کے باوجود آواز نہ سنی اور کہہ دیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

یہ چند مثالیں جگہ کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے دی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن کریم کے فضائل وامتیازات کا احاطہ انسانی ذہن کی استطاعت سے بالا امر ہے۔

شکریہ احباب اور درخواست دعا

میری اہلیہ محترمہ کی ناگہانی وفات پر جن محبت اور الفت اور غمگساری کے پیکے خطوط کے ذریعہ احباب جماعت نے تعزیت فرمائی۔ میں تہ دل سے احباب کا ممنون ہوں۔ ہر بھائی کو انفرادی جواب کے ساتھ اس اعلان کے ساتھ بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے گزارش کرتا ہوں۔ کہ مرحومہ کے لئے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرے اور اس کی اولاد کا خود ہی حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار
بشیر احمد خادم درویش

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن (بقیہ صفحہ نمبر ۱۱)

پس جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کی اس زمانہ میں ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے کہ پرانی تفاسیر میں تحریر کردہ باتوں کی وضاحت کر کے ایک طرف قرآن مجید کی افضلیت کو دنیا میں ثابت کیا ہے۔ اور دوسری طرف انبیاء علیہم السلام کی عصمت کو ثابت کیا ہے

خدمت ۴

اس زمانہ میں قرآن مجید کی ایک نہایت اہم خدمت جماعت احمدیہ نے یہ سرانجام دی ہے کہ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اس کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جماعت احمدیہ نے خلافت ثانیہ کے عہد میں اس کام کو وسیع رنگ میں شروع کیا۔ مختلف ممالک میں نئے مشن کھولے گئے۔ مساجد تعمیر کی گئیں اور متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے گئے۔ چنانچہ سپرانٹو۔ انگریزی۔ جرمنی۔ ڈچ۔ فرانسیسی۔ ہسپانوی۔ فینٹی۔ ڈینش۔ سواحیلی۔ لوگنڈا۔ اور مینڈی زبانوں میں تراجم شائع کئے جا چکے ہیں۔ روسی زبان میں ترجمہ قرآن مجید تیار ہے۔ اسکی نظرثانی ہو رہی ہے۔

پنجابی زبان میں بھی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ مشرقی افریقہ کی ککویو اور گمبیا زبان میں ترجمہ تیار ہے۔ انڈونیشین زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ ہندوستان کی سرکاری زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر نظرثانی ہو رہی ہے۔ اسی طرح بنجابی زبان میں بھی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ یہ تراجم انشاء اللہ جلد سے جلد شائع کئے جائیں گے۔

قرآن مجید کی اس اہم خدمت کے بارہ میں مخالفین بھی معترف ہیں۔ چنانچہ اخبار المنبر ۲ اگست ۱۹۵۶ء کے اشاعت میں لکھتا ہے

"۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں معروف تھیں قادیانی مبلغین ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔ گویا بزبان حال وقال یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ آپ ہمیں کافر قرار دینے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن کو ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں؟"

قرآن مجید کی اسی خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی۔ بدقسمتی سے دیگر مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کفر ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں انہوں نے یہ کہا کہ ہر گز قرآن مجید کا پہنچانا کفر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے طفیل جماعت احمدیہ کو سمجھ دی کہ اگر قرآن مجید کے تراجم نہیں کئے جائیں گے تو لوگ اس کو کس طرح سمجھیں گے۔

جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی نے جماعت احمدیہ کو تحریک فرمائی کہ ہر اک زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جائے جو دنیا میں بولی جاتی ہے تا کہ قرآن مجید کا پیغام ہر انسان تک پہنچ سکے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں اس وقت تیرہ سو زبانیں بولی جاتی ہیں اور تیرہ سو زبانوں میں ہی قرآن مجید کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا اور دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں جسے قرآن مجید مخاطب نہیں کرتا۔ پس دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جس کی زبان میں ہم اس کا ترجمہ نہ کر دیں۔ تا کہ کوئی فرد یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ تو نے مجھے فلاں زبان بولنے والوں میں پیدا کیا تھا اور قرآن کریم تو عربی زبان میں ہے پھر میں قرآن کریم کس سے سیکھتا؟"

(تفسیر جلد پنجم حصہ سوئم ص ۲۳۱)

چنانچہ جماعت احمدیہ اپنے خلیفہ وقت کی نگرانی میں اس اہم خدمت کو سرانجام دینے کی پوری کوشش کر رہی ہے اور اس وقت تک دم نہ لے گی جب تک قرآن مجید کو تمام انسانوں کے سامنے ان کی مادری زبانوں میں پیش نہ کر دے انشاء اللہ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم +

قرآن مجید کی رُو سے حقیقی مومن کی صفات (بقیہ صفحہ ۱)

والذین اٰمنوا وھاجروا وجٰھدوا فی سبیل اللہ (انفال ع ۱۰) یعنی جو لوگ حقیقی مومن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت اختیار کرتے ہیں اور اپنی تمام تر استعدادوں اور کوششوں کو اسکی راہ میں صرف کر دیتے ہیں خواہ وہ استعدادیں جانی ہوں یا مالی عملی ہوں یا اسانی ہوں یا نفس سے تعلق رکھتی ہوں یا زبانی جذبات سے۔

تقویٰ و خشیت الہٰی فرمایا یخش اللہ ویتقہ (النور ع ۷) کہ مومنین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کا نہایت درجہ تقویٰ کارفرما ہوتا ہے اور یہی خشیت ہوتی ہے جسکے باعث اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم (الانفال ع ۱) جب بھی ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل اپنی عاجزی و بے بضاعتی، کمزوری و ناتوانی اور خدا تعالیٰ کی عظمت و قدرت کا موازنہ کر کے ڈر جاتے ہیں۔ وخروا سجدا (السجدہ ع ۲) اور وہ بعجز و نیاز اپنے مولیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

فروتنی و انکساری مومن کی فطرت میں ہی فروتنی و انکساری کا مادہ رکھا جاتا ہے تکمیل روحانیت کی صورت میں وہ اپنے تئیں یوں فانی ہو جاتا ہے گویا اس کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ ایسے ہی باصفا لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وھم لا یستکبرون (السجدہ ع ۲) نیز فرمایا وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا (فرقان ع ۶) یعنی وہ تکبر و خود پسندی اور غرور و انانیت کو یکسر ترک کر دیتے ہیں اور اپنی رفتار میں ہمہ وقت نرمی و میانہ روی کو ملحوظ رکھتے ہیں مبادا اُن کی کسی حرکت سے فخر و مباہات کا اظہار ہو جائے۔

حلم و بردباری طبیعت کی تیزی اور درشت لہجہ بسا اوقات انسان کے لئے بڑے بڑے خطرات کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ جبکہ ایک حقیقی مومن کا نفس تو اس نقص سے بکلی پاک ہوتا ہے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰما (فرقان) یعنی ایک جاہل سے جاہل شخص بھی جب ان سے تلخ و بد کلامی سے پیش آتا ہے تو وہ کمال حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اس تلخی کو برداشت کرتے ہیں بلکہ اسے دعائے خیر سے بھی نوازتے ہیں۔

الفت و محبت باہمی حقیقی مومنین کا ایک خاصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے کو ایک خاندان کا گہوارہ بنانے میں کوشاں رہتے ہیں وہ فرمان خداوندی "واعتصموا بحبل اللہ ولا تفرقوا (آل عمران ع ۱۱)" کو پیش نظر رکھ کر باہمی اتحاد و اتفاق کی حفاظت کرتے ہیں اور رحماء بینھم (فتح ع ۴) آپس میں ایک دوسرے سے حقیقی محبت و الفت اور ہمدردی و خیرخواہی کا سلوک کرتے ہیں۔

لغویات سے پرہیز عیش و عشرت اور اسراف کی زندگی ترک کر کے میانہ روی اختیار کرنا نوجوانوں کی ذہنی و قلبی تسکین کا ایک اہم اور بڑا سبب ہے جو ایک حقیقی مومن اس وصف سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے اسکی زندگی تو سادگی و نفاست کا مرقع اور وہ ارشاد قرآنی عن اللغو معرضون کے مطابق ہر قسم کی لغویات و فضولیات سے اجتناب کرتا ہے اور اسراف و فضول خرچی کی راہوں سے مجتنب رہتا ہے۔

بہبودی مخلوق ابنائے نوع انسان کی حقیقی خیرخواہی اور ہمدردی حقوق العباد کے ضمن میں آتی ہے جسکی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مومن پر فرض قرار دیا ہے۔ ایک مومن حقیقی اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتا ہے جب وہ اس اہم فرض کو کما حقہ طریق پر پورا کرے۔ اس ایک شق میں تمام دنیاوی علائق بھی آ جاتے ہیں اور حسن خلق کی تمام اقسام بھی سما جاتی ہیں۔ جماعت مومنین کو ان کے اسی فرض منصبی سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران ع ۱۲) یعنی تم ایسی بہترین امت ہو جو... کرتے ہو جن کا قیام ہی بنی نوع انسان کی بہبودی اور خیرخواہی کے لئے کیا گیا ہے۔

متصف باوصاف المومنین کا مقام یوں تو قرآن کریم نے اس موضوع پر ... روشنی ڈالی ہے کہ اس کا کما حقہ احاطہ کرنا ... دسترس سے بالا امر ہے تاہم ... استعداد اور مقدرت کے مطابق ... اوصاف کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ ... ایک حقیقی مومن کی تصویر کے ... ضرور اُبھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ آخر میں قرآن ہی کی روشنی میں ان جملہ صفات ... سے متصف مومنین کے رفیع الشان مرتبہ و مقام کا ایک مجمل سا اشارہ دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ کی ابتداء میں ہی فرماتا ہے اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔ یعنی جن لوگوں نے اپنے تئیں ان صفات سے متصف کیا وہی ہیں جو منجانب اللہ ہدایت یافتہ قرار دیئے گئے ہیں۔ اور وہی ہیں جنہوں نے اپنے مقصد زندگی کو پورا کیا اور زندگی کی سب سے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اوصاف سے آراستہ ہو کر زمرہ مومنین میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے موعودہ انعامات کے وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میاں بیوی کے حقوق قرآن کریم کی روشنی میں

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ

اناث و ذکور کی تخلیق کے بعد ان کا باہمی تعلق ایک فطری امر ہے جس سے دنیا کا کوئی انسان منحرف نہیں ہو سکتا۔ اس کے باعث مجردانہ زندگی نہ صرف غیر فطری ہے بلکہ انسانی کمال کے حصول میں ایک روک ہے۔

انسانی کمال یہ ہے کہ دنیا کی کوئی کشش یا تعلق انسان کو اس کی پیدائش کی غرض حاصل کرنے سے نہ روک سکے۔ تمام مذاہب اس امر پر اتفاق ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ خدا کا ہو جائے اس لئے انسانی کمال اسی کو حاصل ہے جو کہ باوجود دنیاوی علائق کے خدا میں کھو جاتا ہے۔ پس انسانی کمال اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جبکہ ایک طرف انسان کو خدا کی محبت سے روکنے والے زبردست دنیاوی علائق مثلاً بیوی کی محبت، بچوں کی محبت اور عزیز و اقارب کی محبت موجود ہوں اور دوسری طرف انسان میں خدا کی محبت اس قدر ہو کہ وہ تمام دنیاوی محبتوں پر غالب آ جائے۔ پس عشق الٰہی یا کمال انسانی کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان شادی کرے۔ کیونکہ بیوی بچوں کی محبت دنیاوی علائق میں سے سب سے زبردست ہے جو انسان شادی نہیں کرتا اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عشق الٰہی میں ثابت قدم ہے اور ایک کامل انسان ہے۔ بجز ازدواجی زندگی کے ایک انسان روحانیت کے اعلیٰ معارج کو حاصل نہیں کر سکتا

مختصراً یہ بتانے کے بعد کہ شادی ایک ضروری اور فطری نیز روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حصول میں بطور معراج کے ہے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ شادی کے بعد میاں بیوی کے باہمی تعلقات اور ان کے ایک دوسرے پر فرائض و حقوق کے متعلق شریعت اسلامیہ نے کیا نظریہ پیش کیا ہے۔

عورت اور مرد کے فرائض

اسلام نے مرد اور عورت کے فرائض کو تقسیم کرتے ہوئے ہر جنس کے جداگانہ فرائض قائم کئے ہیں۔ ان فرائض کی ادائیگی پر ہی ایک گھر کی خوشحالی و ترقی کا انحصار ہے چونکہ عورت بطور ماں اور وفادار بیوی ہونے کی حیثیت سے اپنے گھر کی ملکہ ہے اور اس ملکہ کی حفاظت و اعانت کا کام مرد کے سپرد ہے جس کا یہ فرض ہے کہ بدرجہ احسن اپنے کنبہ کی نگہداری کرے۔ مرد میں عورت کی سی الفت و محبت نہیں اور نہ ہی اس کا دل عورت کے دل کی طرح نرم ہے۔ اس لئے وہ بچوں کی پرورش کا کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ بے شک لاکھ پدرانہ شفقت کا اظہار کرے مگر وہ ہرگز محبت مادری کی قائم مقامی نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اپنی جسمانی کمزوری کے باعث برداشت، جرأت اور استقلال میں عورت مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جونہی وہ زندگی کی حقیقی مشکلات سے دوچار ہوگی وہیں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پس جس طرح ایک دوسرے کے فرائض کا تبدیل کرنا مضحکہ خیز امر ہے اسی طرح میاں بیوی کے مناصب و فرائض میں تبدیلی کرنے سے ایک مایوس کن تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ میاں بیوی کے مناصب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے فرائض کو بیان کیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ وعلی المولود لہٗ رزقھن وکسوتھن یعنی اولاد والوں پر ان کی عورتوں کی خوراک اور لباس لازم ہے۔

آیت کریمہ میں مرد اور عورت کے جداگانہ فرائض ان کے مناصب کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کئے گئے ہیں کہ مرد اپنی محنت سے اپنی عورتوں کے لئے نان و نفقہ کمائے اور عورتیں ان کے بچوں کی پرورش و نگہداشت کریں۔

شوہر بیوی کا محافظ ہے

آیت کریمہ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ

ترجمہ۔ مرد عورتوں پر محافظ ہیں بسبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بسبب اس کے کہ وہ اپنے اموال میں سے خرچ کرتے ہیں پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار غائبانہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں بسبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا محافظ اور اس کے اخراجات کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور اس کے مقابل پر بطور [illegible] قرار دیا ہے کہ [illegible] مقابل پر عورتوں کے لئے یہ فرض قرار دیا ہے کہ جس طرح شوہر اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور محبت و الفت سے پیش آئے اور اپنی کمائی سے ان کی ضروریات مہیا کرے۔ اسی طرح بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے۔ خانگی معاملات کی طرف توجہ کرے اور اپنے میاں کو اپنا مونس، رہنما اور معلم سمجھتی رہے

ایک سوال اور اس کا جواب

لفظ قوامون سے بعض اعتراض کرنے والوں نے یہ غلط نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام میں عورت کی بہت ادنیٰ حیثیت ہے اسے مرد کا محکوم بنا کر ظالمانہ حکومت کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔

اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ عورت کو مرد کا غلام بنا دیا گیا ہے یا یہ کہ اسے محض ایک زیبائش و آرائش کی چیز تصور کیا گیا ہے اور اسے مرد کی حکومت کے ماتحت چون چرا کرنے کی اجازت نہیں یہ خیال سراسر اسلامی تعلیم اور قرآن حکیم سے ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ ایک دوسری جگہ قرآن حکیم میں واضح ارشاد موجود ہے کہ مرد ہو یا عورت کسی کو کسی پر تحکمانہ اقتدار حاصل نہیں۔ جیسا کہ فرمایا

میاں اور بیوی میں مساوات

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ واللہ عزیز حکیم

شوہروں پر بیویوں کے تمام اچھی چیزوں میں ایسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ شوہروں کے بیویوں پر ہیں۔ کیونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں نہ صرف شوہر و بیوی کے حقوق کی مساوات کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ایک نہایت لطیف پیرایہ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ عورت اپنی کمزوری کے سبب مرد پر زیادہ حقوق رکھتی ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

وکان معنی الآیۃ انہ لاجل ما جعل اللہ للرجال من درجۃ علیھن فی الاقتدار کانوا مندوبین الی ان یوفوا من حقوقھن اکثر۔

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حکم میں کوئی درجہ نہیں دیا بلکہ وہ پابند کئے گئے ہیں کہ عورتوں کے حقوق کو بڑھ چڑھ کر ادا کریں۔

بس علیھن درجۃ کا مفہوم یہ ہے کہ بلحاظ ادائیگی حقوق و تکمیل فرائض میں طاقتور مرد پر کمزور عورت کی نسبت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہیں۔

بیویوں سے حسن سلوک

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً۔

یعنی اپنی بیویوں سے اچھی طرح حسن سلوک کرو اگر بالفرض وہ تم کو پسند نہ آویں تو بھی یاد رکھو کہ ممکن ہے جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اسی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بہت خوبیاں رکھی ہوں۔

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے مردوں کو جلد بازی اور تنگ مزاجی سے منع فرمایا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ اگر بیوی کی کوئی بات بالکل ہی غیر مطبوع نظر آئے تو نہایت ہی پیار و شفقت کے ساتھ درگذر سے کام لو۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اسی سے خیر و برکت کا باعث ثمرہ عطا فرمائے۔

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا کہ

والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیاً کبیراً۔

ترجمہ۔ اور وہ عورتیں جن کی بدخوئی سے تم ڈرتے ہو ان کو نصیحت کرو اور ان کو اپنے بستروں سے الگ کرو اور انہیں جسمانی سزا دو۔ پس

اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف کوئی اور طریق نہ چاہو یقیناً اللہ ہی بلند مرتبہ بزرگ ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی بدخوئی پر بیویوں کو بلا بات سخت مزاجی اور فوراً ان کے خلاف اقدام اٹھانے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اولاً انہیں سمجھاؤ اور نہایت ہی پیار و محبت سے نصیحت کرو کہ وہ اپنی بدعادات سے باز آجائیں مگر پھر بھی وہ باز نہ آئیں تو تم ان سے اپنے ازدواجی تعلق ختم کرتے ہوئے ان پر ناراضگی کا اظہار کرو۔ پھر بھی اگر نہیں رکتی ہیں تو پھر انہیں جسمانی سزا دو اور اگر وہ تمہاری ہر طریق اصلاح سے اطاعت کرتی ہیں تو پھر تم ان سے نہایت ہی نرمی و شفقت اور پیار و محبت کے ساتھ پیش آؤ۔

مہر بیوی کی جائداد ہے

شریعت اسلام نے نکاح کے وقت ایجاب و قبول کے ساتھ ہی مہر کی جائداد عورت کے لئے مرد پر واجب الادا قرار دی ہے جیسا کہ سورۃ النساء میں بایں الفاظ ارشاد ربانی موجود ہے کہ

فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

یعنی ان عورتوں کو ان کے حق جو مقرر ہو چکے ہیں ادا کرو۔ اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ

وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

یعنی عورتوں کے ان کے حق دستور کے مطابق ادا کرو۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے عورت کی علیحدہ جائداد قرار دیا ہے اور مرد کو حکم دیا ہے کہ بیوی کو اس کا مہر ادا کرے اور ہمیشہ اس مہر کو اپنے ذمہ واجب سمجھتا رہے۔

غرض اسلام نے عورت کو سوسائٹی میں ایک خاص امتیازی درجہ بخشا ہے اور وہ مقام دیا ہے کہ جو عورتوں کو نہ تو کسی مذہب میں اسلام سے قبل حاصل تھا اور نہ اب اسلام سے الگ کسی دوسری جگہ حاصل ہے۔

بیوی کی جائداد میں تصرف کی ممانعت

مقدس کتاب قرآن حکیم نے عورتوں کی حیثیت کو اس قدر بلند کیا ہے اور ان کے حقوق کی اس قدر حفاظت کی ہے کہ نہ صرف انہیں جائداد کا وارث بنایا بلکہ ان کی حفاظت تک کے احکام جاری فرمائے۔ حتیٰ کہ خود شوہر کے لئے ارشاد ہے کہ وہ اپنی بیوی کی جائداد میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا۔

(سورۃ النساء رکوع ۳)

یعنی اے ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم اپنی بیویوں کی مرضی کے خلاف ان کے مال کے وارث بن بیٹھو۔

بیویاں موجب تسکین ہیں

سورۃ روم میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً۔

یقیناً تمہارے لئے تمہاری جنس سے ہی جوڑا پیدا کیا۔ تاکہ وہ تمہاری تسکین کا موجب ہو پھر تمہارے درمیان محبت و پیار پیدا کیا۔

مذکورہ ارشاد باری تعالیٰ میں عورتوں کو مردوں کے لئے باعث سکون قرار دیا گیا ہے جس سے عورت پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لئے زندگی کے ہر موڑ پر باعث سکون ثابت ہو۔ غرض بیویوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے لئے ان کے رنج و راحت میں امیری و غریبی میں اور صحت و بیماری میں اس طرح ان کے ساتھ پیش آئیں کہ ان کا سلوک ان کے شوہروں کے لئے باعث سکون ہو۔

آخر میں جہاں قرآن کریم نے مرد اور عورت کو ان کے ازدواجی زندگی سے متمتع ہونے کے لئے ارشاد فرمایا ہے وہاں ان کے فرائض و حقوق کو بھی کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ پس اللہ جل شانہٗ ہر دو کو اپنے فرائض و حقوق جو کہ اس پر اس کے بیوی کے ہیں اور ہر عورت کو اپنے فرائض و حقوق جو کہ اس پر اس کے شوہر کے ہیں کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

درخواست دعا

خاکسار کی بھتیجی عزیزہ بشریٰ بیگم سلمہا پیٹ پر پھوڑا ہو جانے کی وجہ سے عرصہ سے مریض ہے۔ جملہ احباب و بزرگان سلسلہ سے عزیزہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار منشی منظور احمد درویش

قادیان

تصویر کشی اور اسکی اشاعت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا مسلک

بعض دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خلفائے کرام اور بزرگان کے فوٹو کے سلسلہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں عام احباب کی آگاہی کے لئے دار الافتاء کا درج ذیل فتویٰ شائع کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت اس فتویٰ کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔

۱۔ صحیح مقاصد کے لئے فوٹو اتروانا شرعاً جائز ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دینی اور جائز مقاصد کی خاطر اپنا فوٹو اتروایا۔

۲۔ ایسے دینی اور جائز مقاصد کی تعیین اور فوٹو کی طرز اشاعت کے فیصلہ کا حق خلیفہ وقت یا آپ کے مقرر کردہ فرد یا ادارہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ مامور من اللہ ہیں اسلئے یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ آپکے فوٹو کی بے جا نمائش سے شرک خفی کا رجحان پیدا ہو جائے۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فوٹو کو در و دیوار پر آویزاں کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضور کا یہ حکم اداروں جات پر بھی اسی طرح اطلاق پاتا ہے جیسے گھروں، بازاروں وغیرہ پر۔

(شائع شدہ الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء)

ملک سیف الرحمٰن

(دستخط) مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

ہفتۂ قرآن مجید

۵ جون تا ۱۲ جون ۱۹۷۱ء

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اصولی ہدایت کے ماتحت ہر جماعت اپنے اپنے یہاں ۵ جون تا ۱۲ جون ہفتۂ قرآن مجید منائے۔ ہر جماعت میں روزانہ مختصر اجلاس منعقد ہوں اور مندرجہ ذیل عنوانات پر باری باری موزوں مقررین سے پندرہ منٹ کی تقاریر کروائی جائیں۔ جو جماعتیں مستورات کے علیحدہ جلسے کروائیں وہاں لجنات اماء اللہ ان کا اہتمام کریں اور ہفتہ کے اختتام پر جماعتیں کارگزاری کی تفصیلی رپورٹیں نظارت ہذا کو بھجوائیں۔

تقاریر کیلئے عنوانات

(۱) قرآن مجید کے فضائل

(۲) قرآن مجید کی روحانی تاثیرات

(۳) عبادات کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم۔

(۴) میاں بیوی کے حقوق قرآن مجید کی روشنی میں۔

(۵) اطاعت نظام کے متعلق قرآنی ہدایات۔

(۶) قرآن مجید کی رو سے حقیقی مومن کی صفات

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضروری تصحیح

اخبار بدر قادیان مجریہ یکم شہادت ۱۳۵۰ ہش (مطابق یکم اپریل ۱۹۷۱ء) جلد ۲۰ شمارہ ۱۲ میں اسلامی اصول کی فلاسفی حصہ دوم کے ترجمہ کا اعلان ہو چکا ہے۔ اس میں حیدر آباد کی جماعت کی محترمہ سیدہ امۃ الباری صاحبہ کی جگہ سہو قلم سے امۃ العزیز صاحبہ نام شائع ہو گیا ہے۔ احباب اسکی تصحیح فرمالیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قادیان میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

نظامِ خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بزرگان اور علمائے سلسلہ کی پُر مغز و دلچسپ تقاریر

رپورٹ مرتبہ خورشید احمد انور

قادیان ۳۰؍ہجرت (مئی) —— بعض وجوہات کے پیش نظر مقامی طور پر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت مورخہ ۲۷؍ہجرت کی بجائے آج مورخہ ۳۰؍ہجرت بروز اتوار ٹھیک ۸½ بجے بوقت صبح مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی نے سرانجام دیئے۔

اس سراسر روحانی مجلس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جو عزیز نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے سورۃ نور کی منتخبہ آیات سے کی اس کے بعد عزیز مظفر احمد فضلی متعلم مدرسہ احمدیہ نے نظم پڑھی۔

تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے اپنی

افتتاحی تقریر

میں جلسہ یوم خلافت کے انعقاد کی غرض و غایت پر مختصر مگر جامع الفاظ میں روشنی ڈالی اور سامعین کو اس مبارک مجلس سے کماحقہ استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

صدر محترم کی افتتاحی تقریر کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے کارکن نظارت دعوۃ تبلیغ نے

برکاتِ خلافت

کے موضوع پر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر کے آغاز میں عہد خلافت راشدہ کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد فی زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی تفصیلات پر روشنی ڈالی اپنی تقریر کے آخر میں موصوف نے برکات خلافت کے ضمن میں استحکام جماعت، تزکیہ نفوس، حقائق معارف قرآنیہ کا انکشاف، تنظیم و اجتماعیت اور خلیفۂ وقت کی درد مندانہ شبینہ دعاؤں کے نتیجہ میں افراد جماعت پر نازل ہونے والے افضال سماوی کا ذخیرہ امور پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

خلافت احمدیہ

کے عنوان پر کی فاضل مقرر نے آیت استخلاف کی ایک شق

"یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً"

کی تشریح کرتے ہوئے سلسلہ خلافت کے قیام کی غرض و غایت بیان کی اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں خلافت راشدہ کے خاتمہ کے اسباب پر روشنی ڈالنے کے بعد گذشتہ پیش خبریوں کی روشنی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دوبارہ قیام سے متعلق جملہ تفاصیل پر بحث کرتے ہوئے موصوف نے منکرین خلافت کی ریشہ دوانیوں اور ان کے حسرتناک انجام کو بالوضاحت بیان کیا۔

اس تقریر کے بعد محترم سیکرٹری صاحب تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے محترم مولانا عبد المالک صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ کا وہ نکرانگیز مقالہ پڑھ کر سنایا جو ہفت روزہ بدر کے خلافت نمبر میں

خلافت ثالثہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں

کے عنوان کے تحت شائع ہو چکا ہے بعدہٗ عزیز ظہیر احمد خادم متعلم مدرسہ احمدیہ نے "خلافت" کے زیر عنوان ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھی جس کے بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیر عنوان

منکرین خلافت کا انجام

اس اجلاس کی چوتھی تقریر کی موصوف نے خلافت راشدہ کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں میں روز بروز بڑھ رہی نکبت و بدحالی کا ذکر کرنے کے بعد اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نظام خلافت کے دوبارہ قیام پر روشنی ڈالی اس تسلسل میں مقرر نے خلافت احمدیہ کے قیام کے سلسلہ میں اکابرین اہل پیغام کی شدید ترین مخالفت اور ریشہ دوانیوں کا ذکر کرنے کے بعد انکار خلافت کے نتیجہ میں گروہ خوارج لاہور کو پے در پے نصیب ہونے والی شکست و ناکامی اور عبرتناک محرمیوں سے متعلق بالتفصیل روشنی ڈالی

اس اجلاس کی پانچویں تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی جو سامعین کے لئے بصیرت و روحانیت کا رنگ رکھتی تھی آغاز تقریر میں محترم موصوف نے جلسہ یوم خلافت کے انعقاد کی اہمیت اور مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو یہ تلقین فرمائی کہ وہ آئندہ نسل کے ذہنوں میں جہاں اسلامی تعلیمات کو پختگی سے قائم کریں وہاں اس نعمت سماوی کی اہمیت و ضرورت کو بھی اچھی طرح جاگزیں کریں تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اس روحانی نظام کی حفاظت پر کمربستہ ہوں اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم و دائم رہے۔ دوران تقریر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے معاہدہ صلح حدیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ماموریں اور ان کے خلفاء کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ ان بابرکت وجودوں کے ساتھ وابستہ رہنے اور ان کی متعین کردہ راہوں پر گامزن ہونے کی صورت میں ہی ہم دینی و دنیوی ترقیات کے وارث بن سکتے ہیں۔ اسلامی تاریخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے حسن و قبح پر نظر رکھیں اور اس کے واقعات سے عبرت پکڑیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت کی اس ضرورت اور تقاضے کو محسوس کیا اور جماعت کے ہر فرد کو اپنے اپنے دائرے میں اس روحانی نظام کی اہمیت کو سمجھنے کی تلقین فرمائی

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اس بصیرت افروز خطاب کے بعد صدر محترم نے سامعین کو

اختتامی خطاب

سے نوازا جس میں منتظمین کو بعض اہم ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایسا انتظام کریں جس سے ہمارے نوجوان مسئلہ خلافت کے تمام پہلوؤں سے آگاہ ہو سکیں اس کے بعد محترم موصوف نے

اجتماعی دُعا

فرمائی اور ٹھیک ۱۰½ بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ پردہ کی رعایت سے مستورات نے بھی اس اجلاس سے کثیر تعداد میں استفادہ کیا

فالحمد للہ علیٰ ذالک

وصولی چندہ وقف جدید کیلئے خصوصی جدوجہد کی ضرورت

وقف جدید کا مالی سال صلح (جنوری) سے شروع ہوتا ہے لیکن گذشتہ پانچ ماہ کی نسبت وصولی کمی کی طرف جا رہی ہے اور تدریجی بجٹ سے وصولی بہت کم ہے احباب کو چاہیئے کہ چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز کر دیں جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ چندہ وقف جدید کے حسابات کا جائزہ لے کر اس کمی کو پورا فرمائیں جزاکم اللہ احسن الجزاء

علاوہ ازیں آپ اس امر کو بھی ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ جو جماعتیں چندہ وقف جدید سو فی صدی وقت سے پہلے ادا کر دیتی ہیں ان کی اسم وار فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض دعا پیش کر دی جاتی ہے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے۔!!!

عبادات کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم (بقیہ صفحہ ۶)

مگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد ان کے شامل حال نہیں ہوتی اور انکے اخلاق و عادات میں کوئی نمایاں تبدیلی دکھائی نہیں دیتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی عبادتیں محض رسمی عبادتیں ہیں۔ حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ احکام الہٰی کا بجالانا تو ایک بیج کی طرح ہوتا ہے جس کا اثر روح اور وجود دونوں پر پڑتا ہے ایک شخص جو کھیت کی آبپاشی کرتا اور بڑی محنت سے اس میں بیج بوتا ہے اگر ایک دو ماہ تک اس میں انگوری نہ نکلے تو ماننا پڑتا ہے کہ بیج خراب ہے یہی حال عبادت کا ہے اگر ایک شخص خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے نمازیں پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے اور بظاہر نظر احکام الہٰی کو حتی الوسع بجالاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص مدد اسکے شامل حال نہیں ہوتی تو ماننا پڑتا ہے کہ جو بیج وہ بو رہا ہے وہی خراب ہے، یہی نمازیں تھیں جن کو پڑھنے سے بہت سے لوگ قطب اور ابدال بن گئے۔ مگر تم کو کیا ہو گیا ہے باوجود ان کے پڑھنے کے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۳-۴۴)

قرآن مجید کا یہ حیرت انگیز اعلان ہے کہ اس نے نماز کی آسمانی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کیلئے نماز پر مداومت اس کی اقامت اور حفاظت پر خاص زور دیکر پہلے سے یہ بتا دیا تھا کہ ان برکتوں سے دوبارہ حصہ پانے کے لئے ضروری ہوگا کہ مسلمان عبادتوں کے تسلسل کو نہایت صبر و استقلال کے ساتھ محض خدا کی رضا اور اسکے عرفان کو حاصل کرنیکے لئے جاری رکھیں علاوہ ازیں قرآن مجید کا یہ واضح حکم ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر ع ۶)

یعنی موت تک خدا کی بندگی کرتے چلے جاؤ اور اس راہ میں کبھی تھکو نہ درماندہ ہو اسی طرح یہ بھی تلقین فرمائی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ ع ۵)

صبر و استقلال اور نماز سے خدا کی نصرت کے طلب گار بن جاؤ بالفاظ دیگر عبادت گزار انسان کو ہر قسم کی مشکلات کے ہجوم میں زندگی کے آخری سانس تک نہایت سوز و گداز اور استقامت سے نمازوں کا التزام رکھنا ضروری ہے۔ خواہ اسے جناب الہٰی سے یہی اطلاع دیدی جائے کہ وہ راندہ درگاہ ہو چکا ہے اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ؎

تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرط رہ پر صبر ہے اور ترک نام اضطرار

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملفوظات جلد ۱ میں ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں:۔

"راہ سلوک میں مبارک قدم وہ گروہ ہیں۔ ایک وہ ین الحجاز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا مگر نہ تھکے اور چلے گئے حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ .... بہت سنیں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کو تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے۔ ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ نہ ہوگا؟ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے ابھی یہ باتیں مرید سے ہو رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے" ملفوظات جلد اول میں یہ بھی لکھا ہے کہ "اب ہم جو اکر اس عرصہ میں تو نے جتنی دعائیں کی ہیں وہ سب قبول کر لیں" (سبحان الطاسین از حضرت مصلح موعود)

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان عبادتوں کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی درگاہ سے شرف قبولیت کی سند حاصل کر سکیں۔ کیونکہ ؎

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

اس کو پورا کرنے کے لئے کون کونسے وسائل ہیں اور کن ذرائع سے اس کا حصول ممکن ہے، قرآن کریم نے بڑی شرح و بسط سے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات آیت ۵۷) کے جامع الفاظ میں اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

★— پھر عبادت کیا ہے، اس کی کیا ضرورت ہے۔ اسلامی عبادات کس قسم کی ہیں۔ یہ ساری تفصیل بھی اس مبارک کتاب میں مل جاتی ہے۔

★— انسان اپنی زندگی کی ساعات میں مختلف النوع حالات سے گزرتا ہے۔ بسا اوقات ایک بے کس و بے بس انسان حالات کی پیچیدگی کے سبب نہایت درجہ دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ یاس و قنوط کے بادل اس پر چھا جاتے ہیں۔ ہر چند ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود اُن سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ ایسے وقت میں بہت سے نادان خودکشی کر لیا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے دکھوں اور تکالیف سے نجات کا ذریعہ یہی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے ایسے موقعہ پر اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے مبارک الفاظ کے ذریعہ مایوس انسان کے دل میں امید کی شمع روشن کر کے حالات کو یکسر بدل دیا ہے۔ اسی طرح مضطر اور لاچار کی دُعا اور اس کی قبولیت کے ذکر میں فرمایا اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ۔ ایسی حالت میں ایک عاجز بندے کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشنا خدا کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ اسلئے مایوسی کے وقت خدا کی ذات کو پکارو۔ وہ تمہاری تکلیف کو دُور کرے گا —— !!

★— قرآن کریم نے کامل و مکمل تعلیم دینے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ آیت ۴)

★— اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ (حٰم السجدہ آیت ۴۲-۴۳)
یہ ایک ایسی عزت والی کتاب ہے کہ نہ اس کے سامنے باطل ٹھہر سکتا ہے اور نہ اس کی تعلیم کے جاری کرنے کے نتیجہ میں باطل کو کوئی مدد مل سکتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اس قرآن کو بڑی حکمت والے اور بڑی تعریفوں والے خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ کسی زمانہ میں باطل قوتیں خواہ علوم و فنون میں ترقی کے رنگ میں ہی کیوں نہ حملہ آور ہوں، قرآن کریم چونکہ زبردست ہستی کی نازل کردہ ہے۔ ایسے شدید اور زور آور حملوں کے وقت بھی قرآن کریم کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس جامع کتاب کے اندر ان سب حملوں کا خاطر خواہ جواب موجود ہے —— اور

★— اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجرات آیت ۲۲) کوئی بات ایسی نہیں جن کے غیر محدود خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ لیکن ہم اسے ایک معین اندازے سے ہی اُتارا کرتے ہیں —— اس یقین دہانی سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر زمانہ میں جس قسم کے حملے بھی قرآن پاک پر ہوتے رہیں گے ان سب حملوں کا مسکت جواب دینے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سامان کرتا چلا جائے گا۔ جو اس سے علم پا کر قرآن مجید سے حقائق و معارف کے جدید خزانے لوگوں کے سامنے پیش کر کے معترضین کو لاجواب کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم ہی کے حوالوں سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسے زبردست شواہد پیش کئے اور نقد انعامات کے چیلنج دے دے کر سب کو مقابل پر بُلایا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ قرآن کریم ایک ایسی زندہ کتاب ہے جس نے انسان کی سبھی ضرورتوں کو پُورا کر دیا ہے۔

★— اس قسم کی ہزاروں ہزار خوبیوں کی بناء پر قرآن کریم نے ایک دُنیا کو چیلنج دے رکھا ہے
قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔
(بنی اسرائیل آیت ۸۹)

اے ہمارے رسول تو انہیں کہہ دے کہ اگر تمام انسان بھی اور جن بھی اس قرآن کی نظیر لانے کے لئے جمع ہو جائیں۔ پھر بھی وہ اس کی نظیر نہیں لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایکدوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

چودہ ۱۴۰۰ سو سال اس چیلنج پر گزر گئے، کسی کی مجال نہیں کہ مقابلہ پر آ سکے !! ؎

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو!
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

REGD. No. P. 67 PHONE NO. 35

The Weekly Badr Qadian

THE HOLY QURAN NUMBER

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے

پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی ہے

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مُصدِّق یا مُکذِّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دُنیا ایک گندے مُضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ رُوح القدس تھا جو کبوتر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جو ایک کمزور اور ضعیف جانور ہے جس کو بلّی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اِسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور رُوحانیت باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام اُن کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔ مگر قُرآن کا رُوح القدس اس عظیم الشّان شکل میں ظاہر ہُوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سماء کو بھر دیا تھا۔ پس کُجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلّیٔ عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذِکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں اِنسان کو پاک کر سکتا ہے، اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تُم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تُم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قُرآن کِسی کتاب نے اپنی ابتدا ہی میں اپنے پڑھنے والوں کو یہ دُعا سکھلائی اور یہ اُمید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دِکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسُول اور صدّیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمّتیں بلند کرلو اور قُرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴-۲۵)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳ر جون ۱۹۷۱ء رجسٹرڈ نمبر پی - ٦٠